Spot CMYK#Waheed

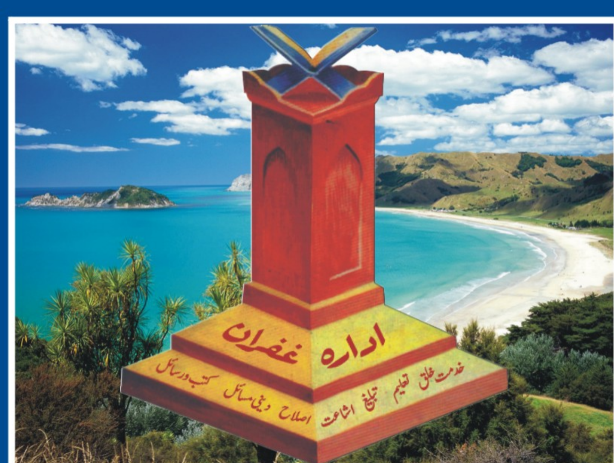

www.idaraghufran.org

جلد 14 شمارہ 8

مئی 2017ء - شعبان المعظم 1438ھ

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد غفار الحق

فی شمارہ........ 25 روپے

سالانہ.......... 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

چوہدری طارق محمود بابر

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرماکر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 5507270-5507530-051 فیکس: 5702840-051

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

مئی 2017ء - شعبان المعظم 1438ھ (جلد 14 شمارہ 8)

www.idaraghufran.org

ترتیب و تحریر

صفحہ

اداریہ ....تعصب اور اس کے نتائج..................مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 151)..........بیوہ عورت کی عدت کے احکام.............// // 6

درسِ حدیث ....دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت............// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (قسط 1)..............................مفتی محمد رضوان 20

جماعت تبلیغ میں چالیس دن (قسط 1)..............................مفتی طلحہ مدثر 25

مباحث روح وبدن (حصہ سوم)..............................مفتی محمد امجد حسین 30

نقدی خطاؤں کی میں شاہا! لے کے آیا ہوں..............................// // 33

پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 1)..............................// // 34

گالی گلوچ زبان کا ایک بڑا گناہ..............................مفتی محمد ناصر 40

ماہِ ربیع الآخر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود 45

علم کے مینار:.. خیر خواہی، بردباری اور تحمل مزاجی میں مقامِ ابوحنیفہ...مولانا غلام بلال 47

تذکرۂ اولیاء:..........حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چند اوصاف...مفتی محمد ناصر 51

پیارے بچو!..............................ہجرت نبوی (قسط 1)..........مولانا محمد ریحان 56

بزمِ خواتین ....ازواج مطہرات کے نکاح (بارہویں وآخری قسط)......مفتی طلحہ مدثر 58

آپ کے دینی مسائل کا حل...ایک نماز کی قضاء پر ایک "حقب" عذاب کی تحقیق (قسط 4)...ادارہ 65

کیا آپ جانتے ہیں؟..........امام کو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم (قسط 1)......مفتی محمد رضوان 77

عبرت کدہ ....شیخِ مدین کے کلام سے حاصل شدہ دو اہم سبق.....مولانا طارق محمود 83

طب وصحت......چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 10).......مفتی محمد رضوان 87

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..............................مفتی محمد ناصر 90

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 91

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

تعصب اور اس کے نتائج

تعصب کا مطلب ہے کہ کسی فرد یا جماعت سے علاقائی، صوبائی، لسانی، برادری یا مسلک وغیرہ کی بنیاد پر ایسا تعلق ومحبت رکھنا کہ حق وناحق کی تمیز کیے بغیر اس کا ساتھ دینا، اس کو حق سمجھنا اور اس کے مقابلہ میں دوسرے کی مخالفت کرنا۔ مذہبِ اسلام میں تعصب سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، جس کے دنیاوی واخروی نقصانات بہت زیادہ ہیں۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ:

جو گمراہ جھنڈے کے نیچے لڑائی کرے، تعصب کی دعوت دے یا تعصب کی وجہ سے (دوسروں پر) غصہ کرے، پھر وہ قتل ہو جائے، تو اس کا قتل ہونا جاہلیت کا قتل ہے (نسائی، رقم الحدیث ۴۱۱۴)

معلوم ہوا کہ تعصب کی بنیاد پر لڑنا جھگڑنا اور اس پر مرنا سخت نقصان دہ ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت رکھنا بھی تعصُّب میں داخل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ تعصب تو یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کی ظلم (یعنی ناحق چیز) پر مدد کرے (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۹۸۹)

معلوم ہوا کہ اپنی قوم سے محبت رکھنا تعصب میں داخل نہیں، اور اس سے اسلام نے منع نہیں کیا، لیکن اپنی قوم کی بے جا حمایت اور اس کے ظلم وزیادتی پر مدد کرنا یہ تعصب میں داخل ہے، جس سے اسلام نے منع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

جس شخص نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر پڑا اب وہ اپنی دم سے کھینچ کر نکالا جائے گا (ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۱۱۷)

مطلب یہ ہے کہ اپنی قوم وجماعت کی ناحق مدد کرنے سے انسان ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے، جس طرح سے کہ (کنویں میں) گرا ہوا اونٹ جس کو دُم سے کھینچ کر نکالا جائے، وہ بھی ہلاک ہو جاتا ہے، اور اس کا زندہ بچ پانا مشکل ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

زمانۂ جاہلیت میں اس طرح کا تعصب عام تھا، اور اس کو گناہ و جرم بھی نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ فخر و مباہات کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، جس کی وجہ سے قتل و خونریزی کا سلسلہ عام تھا، اور امن و امان کا فقدان تھا۔

کیونکہ تعصب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے حق و سچ کی حمایت و اعانت نہیں ہوتی، اور باطل و ناحق کاموں اور باتوں کو ہوا ملتی ہے، جو فتنہ و فساد کا بڑا سبب ہے۔

ہم آج کے دور میں دیکھتے ہیں کہ ہمارے تقریباً تمام ہی شعبوں میں کم و بیش طریقہ پر تعصب پایا جاتا ہے، جس سے دین کے متعدد اہم شعبے بھی محفوظ نہیں رہ سکے۔

چنانچہ ہمارے یہاں لسانیت اور صوبائیت وغیرہ کی بنیاد پر بڑے بڑے اختلافات رونما ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے قتل و قتال کی بھی نوبت آ جاتی ہے، ایک مخصوص زبان بولنے یا ایک مخصوص علاقہ و صوبہ وغیرہ کے لوگ دوسری زبان اور دوسرے علاقہ والوں کو پرایا اور اجنبی سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کو اپنے علاقہ کی قدرتی اشیاء سے مستفید ہونے بلکہ اپنے علاقہ میں رہنے سہنے کو بھی گوارا نہیں کرتے۔ ان لوگوں کا یہ طرزِ عمل سراسر اسلام کے خلاف ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، اور صحابۂ کرام کی ایک بڑی جماعت نے بھی ہجرت فرمائی، تو مدینہ منورہ کے باشندوں نے مہاجرین کی ہر طرح سے اعانت و نصرت کی، مہاجرین کو اپنا بھائی قرار دیا، ان کو اپنے مال و دولت اور جائیداد وغیرہ میں شریک کیا، اپنے گھروں تک میں ان کو سکونت و رہائش فراہم کی، جس کی وجہ سے وہ ''انصار'' کہلائے، اور یہ لقب قیامت تک کے لیے ان کے حق میں اعزاز و اکرام کا باعث بن گیا، اور قرآن و سنت میں انصار صحابہ اور ان کے اس طرزِ عمل کا عظیم اجر و ثواب بیان کیا گیا۔

مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک علاقہ یا مخصوص زبان کے بہت سے مسلمان دوسرے علاقہ اور دوسری زبان کے مسلمانوں کے ساتھ اعانت و نصرت تو کیا کرتے، الٹا ان کے خلاف صف بستہ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کے خلاف مختلف قسم کی تحریکات چلاتے ہیں، اسی بنیاد پر سیاسی جماعتیں قائم کرتے ہیں، اور اپنے مدِ مقابل دوسروں کے جان و مال پر ڈاکہ زنی کرنے کو جہاد اور اہم عبادت خیال کرتے ہیں، بعض اوقات یہ معاملہ اتنی شدت اختیار کر لیتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں سے الگ سلطنت و حکومت اور اسٹیٹ بنانے کا بھی مطالبہ و تحریک شروع ہو جاتی ہے۔

ہمارے ملک میں بلوچستان اور سندھ وغیرہ کے بلوچیوں اور سندھیوں کی طرف سے اس طرح کی مختلف

www.idaraghufran.org

کوششیں سامنے آتی رہی ہیں، جن کے پس پردہ بعض غیر مسلم اور اسلام دشمن طاقتیں بھی کارفرما رہی ہیں۔

آج کل کی سیاسی پارٹیوں میں بھی تعصب کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں، چنانچہ جس شخص کا جس سیاسی پارٹی سے تعلق اور وابستگی یا کوئی مفاد وابستہ ہوتا ہے، وہ ہمہ تن اس پارٹی کا حق و باطل میں تمیز کیے بغیر مدح خوانی کرتا ہوا نظر آتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں دوسری سیاسی پارٹی کے ہر قول وفعل پر حق وناحق کی تمیز کیے بغیر تنقید کے لیے کوشاں رہتا ہے، جس کی وجہ سے ملک کو استحکام اور ترقی حاصل نہیں ہوتی۔

مختلف مذہبی مسالک سے وابستہ افراد وطبقات کا بھی کم وبیش یہی طرزِ عمل دکھائی دیتا ہے کہ اپنے مسلک یا اس سے وابستہ افراد وطبقات کے ہر قول وفعل کو سندِ جواز فراہم کرنے اور اپنے مدمقابل کے ہر قول وفعل کو غلط وناجائز ٹھہرانے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس مقصد کے لیے اگر قرآن وسنت کی نصوص وتعلیمات میں بھی دور دراز کی تاویلات کرنی پڑیں، تو اس سے بھی اجتناب نہیں کیا جاتا، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے مدمقابل مسالک واہلِ مسالک کے خلاف تردید کے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، جو بعض اوقات تشدد اور قتل وغارت گری تک پہنچ جاتے ہیں، مساجد اور دینی مدارس ومراکز اور علمی ومذہبی شخصیات کو نشانہ بنا کر خونریزی تک سلسلہ پہنچ جاتا ہے۔

اسی تعصب کا نتیجہ ہے کہ ایک مسلک سے وابستہ مختلف مذہبی ودینی شعبوں میں کام کرنے والے افراد دوسرے شعبوں اور ان سے وابستہ افراد کے مدمقابل کھڑے ہو کر تردید کرتے ہیں، اور اپنے شعبہ یا اس سے وابستہ افراد کی ہر صحیح وغلط بات کو سندِ جواز فراہم کرنے کے درپے رہتے ہیں، اس طرزِ عمل میں جہاد، تبلیغ اور تعلیم وتدریس سے وابستہ بہت بڑا طبقہ بھی موجودہ دور میں محفوظ نہیں رہ سکا، الا ماشاءاللہ۔

ان حالات میں اب اہلِ اسلام کے درمیان مطلوبہ اتحاد واتفاق نظر نہیں آتا، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ امتِ مسلمہ کی وہ صلاحیتیں جو اغیار اور اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف متحد ومنظّم انداز میں استعمال ہونا چاہیے تھیں، وہ اب خود مسلمانوں کی ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہو رہی ہیں، اور حد یہ ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں اور اختلافات بلکہ ذاتی وشخصی تنازعات کی بنیاد پر دوسروں کو دائرۂ اسلام سے خارج، کافر ومرتد بلکہ زندیق قرار دینا اور بعض اوقات دوسرے کو قتل کر دینا ایک کھیل تماشا بن کر رہ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو ہر طرح کے تعصّبات سے نجات دلا کر متحد ومتفق ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اور باطل وناحق کا ساتھ دینے، اس کی عانت ونصرت کرنے کے بجائے حق کا ساتھ دینے اور اس کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

(سورہ بقرہ: قسط نمبر151، آیت نمبر234،235)

مفتی محمد رضوان

بیوہ عورت کی عدت کے احکام

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا .فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ . وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ

(سورة البقرة، رقم الآيات ۲۳۴، ۲۳۵)

ترجمہ: اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے، اور چھوڑ جاتے ہیں وہ بیویاں، وہ (بیویاں) روکے رکھیں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) چار مہینے اور دس دن تک۔ پھر جب پہنچ جائیں وہ (عورتیں) اپنی مدت کو، تو کوئی حرج نہیں ہے تم پر اس بارے میں کہ وہ کریں (کوئی نکاح وغیرہ کا فیصلہ) اپنے بارے میں، قاعدہ کے مطابق، اور اللہ ان کاموں کی جو تم کرتے ہو، خوب خبر رکھنے والا ہے۔ اور نہیں ہے کوئی حرج تم پر اس بارے میں کہ تم اشارہ کرو عورتوں سے نکاح کے پیغام کا، یا چھپاؤ تم اپنے دلوں میں، جانتا ہے اللہ کہ بے شک تم عنقریب ذکر کرو گے ان عورتوں سے، لیکن وعدہ نہ کرو تم ان عورتوں سے چھپ کر، مگر یہ کہ کہو کوئی اچھی بات، اور نہ عزم کرو تم نکاح منعقد کرنے کا، یہاں تک کہ پہنچ جائے کتاب اپنی مدت کو، اور جان لو کہ بے شک اللہ جانتا ہے ان چیزوں کو جو تمہارے دلوں میں ہے، پس بچو تم اس سے، اور جان لو کہ بے شک اللہ غفور ہے، حلیم ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ جن عورتوں کے شوہر فوت ہو جائیں، ان کو اپنے

www.idaraghufran.org

شوہر کے فوت ہونے کے بعد چار مہینے دس دن تک عدت گزارنے کا حکم ہے۔

عدت کے دوران انہیں کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہیں، البتہ عدت کے بعد ان کو کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے کا حق ہے، ان کو اس سے منع کرنا جائز نہیں، جبکہ شریعت کے بتلائے ہوئے قاعدہ کے مطابق نکاح کریں۔

اور اللہ بندوں کے تمام اعمال سے باخبر ہے، لہٰذا اگر کوئی ان احکام کی خلاف ورزی کرے گا، تو وہ اللہ کے مؤاخذہ سے بچ نہیں سکے گا، جس میں عدت کے بعد عورتوں کو نکاحِ ثانی سے روکنے کا گناہ بھی داخل ہے۔

پھر اس کے بعد اگلی آیت میں یہ حکم بیان فرمایا گیا کہ عورت کی عدت میں اس سے نکاح کے پیغام کے سلسلہ میں اشارتاً و کنایتاً کوئی بات کہہ دینا جائز ہے، مثلاً یہ کہ آپ خوبصورت ہیں، آپ نیک صالح ہیں، میں آپ کی طرح کی خاتون کو پسند کرتا ہوں، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح اگر کسی کو بیوہ عورت جو عدت میں ہے، وہ پسند ہے، اور وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اور دل میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن زبان سے عورت کے سامنے صراحتاً اظہار نہیں کرتا، اور عدت گزرنے کا انتظار کرتا ہے، تو اس میں بھی گناہ نہیں۔

اللہ کو یہ بات معلوم تھی کہ بعض لوگوں سے اظہار کیے بغیر صبر نہیں ہوگا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اشارہ و کنایہ کی صورت میں اظہار کی شکل تجویز فرمادی۔

مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ عدت کے اندر چھپ کر عورت سے نکاح کا وعدہ کرنا بھی جائز نہیں، ہاں تعریض واشارہ کی صورت میں جائز طریقہ اختیار کرنے میں حرج نہیں، اور اللہ کو اندر کا حال معلوم ہے، اور چھپے ہوئے راز بھی معلوم ہیں، اس لیے ایسی کوئی حرکت نہ کرے، جس سے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی لازم آئے، اور اگر کسی نے ایسی حرکت کی، تو اس سے توبہ کرے، بے شک اللہ بڑی مغفرت کرنے والا ہے، پھر اگر کسی کے گناہ کرنے پر اللہ کی طرف سے فوری مؤاخذہ نہ ہو، تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ اللہ کی پکڑ سے بچ گیا، بلکہ اللہ حلیم و بردبار ہے، جس کی وجہ سے اللہ ہمیشہ فوری مؤاخذہ نہیں فرماتا، بلکہ بعض اوقات بعد میں مؤاخذہ فرماتا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں جس عورت کا شوہر فوت ہوجاتا تھا، وہ ایک سال تک عدت گزارتی تھی، اور ایک سال کے بعد جب عدت ختم ہوتی، تو مختلف رسمیں بھی انجام دی جاتی تھیں۔

www.idaraghufran.org

ابتدائے اسلام میں جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے، اس کی عدت ایک سال تھی، بعد میں چار مہینہ دس دن کر دی گئی، جیسا کہ مذکورہ آیت میں ذکر کیا گیا، اور ایک سال کی عدت کا حکم منسوخ ہوگیا، جس کا ذکر سورہ بقرہ کی درجِ ذیل آیت میں آگے آتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ

(سورة البقرة، رقم الآية ۲۴۰)

ترجمہ: اور جو لوگ وفات پاجائیں تم میں سے، اور چھوڑیں اپنی بیویوں کو، وصیت ہے ان کی بیویوں کے لیے سامان (یعنی نان ونفقہ اور خرچہ) کی ایک سال تک (سورہ بقرہ)

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ)، فَنُسِخَ ذٰلِكَ بِآيَةِ الْمِيْرَاثِ بِمَا فَرَضَ لَهُنَّ مِنَ الرُّبُعِ وَالثُّمُنِ، وَنُسِخَ أَجَلُ الْحَوْلِ بِأَنْ جُعِلَ أَجَلُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۲۲۹۸، سنن النسائی، رقم الحديث ۳۵۴۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ کی اس آیت کہ:

"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ"

کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت دراصل (سورہ نساء کی) میراث کی اس آیت سے منسوخ ہوچکی ہے، جس میں اللہ نے بیویوں کے لئے (فوت شدہ شوہر کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں) چوتھا حصہ اور (فوت شدہ شوہر کی اولاد ہونے کی صورت میں) آٹھواں حصہ مقرر فرمادیا ہے، اور ایک سال (عدت میں ٹھہرے رہنے) کی مدت کو اس طرح منسوخ کر دیا گیا کہ ان عورتوں کی عدت چار مہینے اور دس دن مقرر کر دی گئی (بشرطیکہ وہ حاملہ نہ ہوں، ورنہ ان کی عدت بچہ کی ولادت پر پوری ہوگی) (ابوداؤد، نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے، اس کی عدت پہلے ایک سال تھی، بعد میں چار ماہ دس دن کر دی گئی، اور اب بھی یہی حکم ہے۔

www.idaraghufran.org

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا، أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا -مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُولُ :لَا -ثُمَّ قَالَ : إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ.

قَالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ، وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا، وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا، وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ – حِمَارٍ، أَوْ شَاةٍ، أَوْ طَيْرٍ – فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ، فَتُعْطَى بَعْرَةً، فَتَرْمِي بِهَا، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ(مسلم، رقم الحديث ١٤٨٨)

ترجمہ: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک میری بیٹی کا شوہر وفات پا گیا ہے، اور اس میری بیٹی کی آنکھ میں کچھ تکلیف ہے، تو کیا میں اس کو سرمہ لگا دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اس عورت نے دو یا تین مرتبہ یہی سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہر مرتبہ منع فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بس یہ (سوگ کی) پابندی چار مہینے دس دن تک ہے، اور تم جاہلیت کے زمانہ میں سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھیں۔حمید (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکنے کا مطلب کیا ہے؟ تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا، تو وہ ایک تنگ مکان میں چلی جاتی تھی اور خراب کپڑے پہنتی تھی اور خوشبو نہیں لگاتی تھی اور نہ ہی کوئی اور چیز، یہاں تک کہ جب اس طرح ایک سال گزر جاتا تو پھر ایک جانور گدھا یا بکری یا کوئی اور پرندہ وغیرہ اس کے پاس لایا جاتا تو وہ اس پر ہاتھ پھیرتی، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جس پر وہ ہاتھ

www.idaraghufran.org

پھیرتی وہ مرجاتا، پھروہ اس مکان سے باہر نکلتی اس کو مینگنی دی جاتی، جسے وہ پھینک دیتی، پھر اس کے بعد خوشبووغیرہ یا جو چاہتی استعمال کرتی (مسلم)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے، اس کی عدت ابتدائے اسلام میں ایک سال ہی تھی، بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا،لیکن زمانۂ جاہلیت کی دوسری رسموں کوابتدائے اسلام میں بھی قبول نہیں کیا گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَـمَّـا جَاءَ نَعْيُ أَبِيْ سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِصُفْرَةٍ فِي الْيَـوْمِ الثَّـالِـثِ فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ إِنِّيْ كُنْتُ عَنْ هٰذَا لَغَنِيَّةً لَـوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُـحِـدَّ عَـلٰى مَيِّتٍ فَـوْقَ ثَـــلَاثٍ إِلَّا عَـلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (بخاری،رقم الحدیث ۱۲۸۰، کتاب الجنائز)

ترجمہ: جب حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو(ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی جو زرد رنگ کی تھی اور اپنے بازووں اور رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہ کہیں میں تین دن سے زیادہ سوگ کرنے والوں میں شمار نہ ہوجاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، یہ حلال نہیں ہے کہ (کسی کے فوت ہونے پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے، سوائے شوہر کے کہ اس (کی موت ہوجانے) پر (اس کی بیوی) چار مہینہ دس دن سوگ کرے گی (بخاری)

حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُـنَّـا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا نَـكْتَـحِـلُ، وَلَا نَتَـطَيَّـبُ، وَلَا نَـلْـبَـسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا (مسـلـم، رقـم الحديث ۹۳۸''۶۷'')

ترجمہ: ہمیں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) منع کر دیا گیا ہے کہ ہم کسی بھی فوت شدہ

www.idaraghufran.org

پر تین دن سے زیادہ سوگ کریں، مگر شوہر کے فوت ہونے پر چار مہینے اور دس دن تک (اس کی بیوی سوگ کرے گی) اور سوگ کے دوران ہم نہ تو سرمہ لگائیں، اور نہ خوشبو لگائیں، اور نہ (خوشبو وغیرہ سے) رنگا ہوا کپڑا پہنیں (مسلم)

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عن النبیِّ -صلَّی الله علیه وسلم -أنه قال اَلْـمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لاَ تَلْبَسُ الْـمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّیَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِیَّ وَلاَ تَخْتَضِبُ وَلاَ تَكْتَحِلُ

(ابو داؤد، رقم الحدیث ٢٣٠٤، کتاب الطلاق، باب فیما تجتنبه المعتدة فی عدتها)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا، وہ عدت گزرنے تک عصفر سے رنگا ہوا اور خوشبو والی مٹی سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے اور خضاب بھی نہ لگائے اور سرمہ بھی نہ لگائے (ابوداؤد)

سوگ کو عربی زبان میں ''احداد'' کہا جاتا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ''عورت کا زیب وزینت وغیرہ کو چھوڑ دینا''

شوہر کی وفات کی عدت کے زمانہ میں عورت کو زیب وزینت کے چھوڑنے کا حکم ہے، سرمہ بھی زیب وزینت میں داخل ہے، اس لیے عدت کے زمانہ میں عورت کو سرمہ لگانا منع ہے، اور چمکدار اور خوشبودار کپڑے پہننا بھی منع ہے، اور عدت کے دوران دن یا رات میں کسی بھی وقت گھر سے باہر نکلنا، بغیر شدید مجبوری کے جائز نہیں۔

البتہ یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ عدت کے زمانہ میں عورت کو ایک کمرہ میں مقید رہنا ضروری ہے، اور عدت کے زمانہ میں محرم لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

عدت کے زمانہ میں عورت کو اپنے گھر کے تمام حصوں میں آنا جانا اور رہنا سہنا جائز ہے، صحن میں بھی، چھت پر بھی، اور اسی طرح عورت کو عدت کے زمانہ میں صرف ان لوگوں سے ہی پردہ کا حکم ہے، جن سے عدت کے زمانہ کے علاوہ عام حالات میں پردہ کا حکم ہے۔

حاملہ عورت کی عدت

جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے، اس کی چار مہینہ دس دن کی عدت کا جو ذکر کیا گیا، وہ اس صورت میں ہے، جبکہ وہ عورت اپنے شوہر کی وفات کے وقت حمل سے نہ ہو۔

www.idaraghufran.org

لیکن اگر شوہر کے فوت ہونے کے وقت اس کی بیوی حاملہ ہوتو اس عورت کی عدت بچہ کی ولادت پر ختم ہوتی ہے، خواہ بچہ کی ولادت چار مہینے دس دن سے پہلے ہوجائے یا اس کے بعد ہو۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ(سورة الطلاق رقم الآية۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے اس حمل کا پیدا ہوجانا ہے (سورہ طلاق)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ، فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۵۳۲۰)

ترجمہ: سبیعہ اسلمیہ کے یہاں اپنے شوہر کی وفات کی چند راتوں کے بعد بچہ کی ولادت ہوگئی، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا نکاح کرنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے آئیں، جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرنے کی اجازت دے دی، پھر انہوں نے اپنا نکاح کرلیا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے فوت ہونے کے وقت حمل سے ہو، اور چار مہینے دس دن سے پہلے کسی بھی وقت، یہاں تک کہ شوہر کے فوت ہونے کے ایک لمحہ بعد ہی اس عورت کے بچہ کی ولادت ہوجائے، تو اس عورت کی عدت ختم ہوجاتی ہے، اور اس کو فی الفور کسی دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوجاتا ہے۔

اور اگر بچہ کی ولادت چار مہینہ دس دن کے بعد مثلاً سات یا آٹھ ماہ میں ہو، تو پھر عدت اتنے ہی دنوں میں پوری ہوگی، کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ کی ولادت پر پوری ہوتی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت خواہ کسی بھی عمر کی ہو، جب اس کے شوہر کے فوت ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوجائے، تو اس کو کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز ہے، اور اس کے نکاح کو معیوب سمجھنا یا اسے نکاح کرنے سے روکنا یا شوہر کے خاندان ہی کے کسی فرد سے نکاح کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں۔

www.idaraghufran.org

اور آج کل جو بعض علاقوں میں بیوہ عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے سے روکا جاتا ہے، یہ عورت کی حق تلفی میں داخل اور گناہ ہے۔

بیوہ عورت کی عدت کا خرچہ شوہر کے ترکہ میں سے واجب نہیں ہوتا، البتہ اگر عورت حاملہ ہو، تو وہ صرف امام احمد کی ایک روایت کے مطابق بچہ کی ولادت ہونے تک وہ متوفی شوہر کے ترکہ سے نان ونفقہ کی مستحق ہوتی ہے، اور جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے، عدت کے زمانہ میں اس کی رہائش کا انتظام حنفیہ کے نزدیک شوہر کے ترکہ سے واجب نہیں، البتہ دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک واجب ہے۔ [1]

غیر مدخول بہا عورت کا مہر اور میراث

جس عورت سے کسی شخص کا نکاح ہوا، لیکن ابھی رخصتی کی نوبت نہیں آئی، اور نہ ہی نکاح کے بعد ابھی تک میاں بیوی نے ایک دوسرے سے صحبت کی تھی، اور شوہر کا انتقال ہوگیا، تو بیوہ عورت کو پورا مہر دیا جائے گا، اگر اب تک اسے مہر نہ ملا ہو تو، اور وہ شوہر کے مال سے میراث بھی پائے گی، اور عدت بھی گزارنی ہوگی، جس طرح رخصتی اور صحبت ہونے کے بعد شوہر کے انتقال ہونے پر بھی یہ سب احکام ہوتے ہیں۔

---

[1] لا خلاف بين الفقهاء في أن المعتدة من وفاة إن كانت حائلا لا نفقة لها في العدة.

وإنما الخلاف بينهم في وجوبها لها إن كانت حاملا على قولين:

القول الأول: لا نفقة لها مدة عدتها، وإليه ذهب الحنفية والمالكية والشافعية وبعض الحنابلة أن المال قد صار للورثة، ونفقة الحامل وسكناها إنما هو للحمل أو من أجله، ولا يلزم ذلك الورثة، لأنه إن كان للميت ميراث فنفقة الحمل من نصيبه، وإن لم يكن له ميراث لم يلزم وارث الميت الإنفاق على حمل امرأته كما لا يلزمه بعد الولادة .ولأن النفقة في مقابل التمكين من الاستمتاع، وقد زال التمكين بالموت، وليس للحمل دخل في وجوبها، فلا تستحق بسببه النفقة.ولأن الزوجة محبوسة من أجل الشرع لا للزوج فلا نفقة لها.

القول الثاني: لها النفقة، وهذا رواية في مذهب الإمام أحمد، لأنها حامل فوجبت لها النفقة كالمفارقة له في حياته .

كما اختلف الفقهاء في وجوب السكنى للمعتدة من وفاة على قولين: القول الأول: ذهب الحنفية وهو مقابل الأظهر عند الشافعية إلى أنه لا سكنى لها مطلقا حاملا كانت أو غير حامل، وكذا الحنابلة في المذهب إذا كانت غير حامل، وفي رواية إذا كانت حاملا .واستدلوا بأنه لا سبيل إلى إيجاب السكنى على الزوج لانتهاء المكنة بالوفاة، ولا سبيل لإيجابها على الورثة لانعدام الاحتباس من أجلهم.ولأنه حق يجب يوما بيوم فلم يجب في عدة الوفاة كالنفقة .ولأنها محبوسة من أجل الشرع لا للزوج فلا سكنى لها .

القول الثاني: لها السكنى وإليه ذهب المالكية ، وهو الأظهر عند الشافعية سواء كانت حاملا أو غير حامل، وهو المذهب عند الحنابلة إن كانت حاملا وفي رواية وإن لم تكن حاملا . واستدلوا بأنها معتدة من نكاح صحيح فوجب لها السكنى كالمطلقة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱ ص ۵۸ الیٰ ۶۰، مادة "نفقة")

www.idaraghufran.org

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ:

عن عبد الله، في رَجُلٍ تزوَّج امرأةً فمات عنها ولم يَدخُلْ بها ولم يَفرِضْ لها الصداقَ، فقال :لها الصَّداقُ كاملاً، وعليها العِدَّة، ولها الميراثُ، فقال مَعقِل بن سِنان :سمعتُ رسولَ الله -صلَّى الله عليه وسلم -قضى به في بَرْوَعَ بنتِ واشِقٍ (سنن أبي داود، رقم الحديث ۲۱۱۴، باب فيمن تزوَّج ولم يُسَمِّ صَدَاقاً حتى مات)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بارے میں کہ جس نے کسی شخص سے نکاح کیا، پھراس کا شوہراس سے صحبت کرنے سے پہلے فوت ہوگیا، اوراس کے لیے مہر بھی مقرر (وادا) نہیں کیا تھا، فرمایا کہ اس عورت کو پورا مہر ملے گا، اوراس پر عدت بھی واجب ہوگی، اوراس کو (شوہر کے مال میں سے) میراث بھی حاصل ہوگی، تو حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ''بروع بنتِ واشق'' نامی عورت کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ کرتے ہوئے سنا تھا (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا کسی شخص سے نکاح ہوا، لیکن ابھی تک میاں بیوی نے ایک دوسرے سے صحبت نہیں کی تھی، اوراسی حال میں شوہر کا انتقال ہوگیا، تو اس عورت پر عدت بھی واجب ہوگی، اوراگر ابھی تک مہر ادا نہ ہوا ہو، تو اس کو شوہر کے متروکہ مال میں سے پورا مہر بھی دیا جائے گا، اوروہ حسبِ دستور اپنے شوہر کے مال کی میراث کی بھی مستحق ہوگی۔

عدت میں نکاح کا پیغام دینا

یہ بات معلوم ہوچکی کہ بیوہ عورت کی جب تک عدت ختم نہ ہو، اس وقت تک اس کا کسی دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔

اور مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عدت کے زمانہ میں نکاح کا پیغام یعنی منگنی کرنا بھی جائز نہیں۔

البتہ اگر کوئی عورت نکاح کے لیے پسند ہے، تو اس سے اشارتاً وکنایتاً اس کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے۔

مثلاً یہ کہ آپ خوبصورت ہیں، آپ نیک صالح ہیں، میں آپ کی طرح کی خاتون کو پسند کرتا ہوں، وغیرہ وغیرہ، جس کی کچھ تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.idaraghufran.org

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن

شعبان وشبِ براٗت کے فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے آٹھویں مہینے ''شعبانُ المُعَظَّم'' سے متعلق فضائل ومسائل اور منکرات ومفاسد کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اوراسی کے ساتھ ''شبِ براٗت'' کے بارے میں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے معتدل نظریہ کو دلائل کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اوراس بارے میں علمی وعملی، فکری ونظریاتی بے اعتدالیوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں اس مہینے میں واقع ہونے والے بعض اہم تاریخی واقعات کو بھی درج کردیا گیا ہے۔

مصنِّف
مفتی محمد رضوان

اچھے بچّو

چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے
دلچسپ کہانیاں اور مفید قصّے

مصنِّف
حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ

صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرَتَّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اوراس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کرلینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اوراس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ (سنن ابی داود، رقم الحديث ۴۲۹۷، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الأمم علی الإسلام، حديث حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے (قیامت سے پہلے وہ زمانہ آجائے) کہ جب تمام قومیں ایک دوسرے کو بلا کر تمہارے اوپر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی، جس طرح دسترخوان (اور کھانے) پر کھانے والے (بھوکے) لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں، کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوگے، البتہ تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ناکارہ ہوگے، یقیناً اللہ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب اور دبدبہ نکال دے گا اور تمہارے دِلوں میں ''بزدلی'' ڈال دے گا، کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بُزدلی کیوں ڈالی جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت کی وجہ سے (ابوداؤد)

اور ایک روایت میں ہے کہ ''بزدلی'' زندگی کی محبت اور موت کی کراہیت کی وجہ سے پیدا ہوگی۔

دنیا کی محبت کے الفاظ ہوں یا زندگی کی محبت کے الفاظ، دونوں کا مطلب ایک ہی ہے، اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں رہنے یا دنیا کی زندگی کی محبت اور موت کی کراہیت، دل میں بزدلی پیدا ہونے کا سبب ہوگی، جس

www.idaraghufran.org

کی وجہ سے تمام اقوامِ کفر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گی۔

دنیا کی محبت اور موت کی کراہیت، دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں، جب دنیا کی محبت ہوتی ہے، تو موت سے کراہیت بھی ہوتی ہے، اور جب موت سے کراہیت ہوتی ہے، تو دنیا اور زندگی کی محبت بھی دل میں ہوتی ہے۔

اور آج کل دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت عام ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں بزدلی پیدا ہوگئی ہے، اور ان پر دشمنوں کا رعب اور غلبہ قائم ہوگیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الْعَجَمِ، قُلْتُ: وَمَا قُلُوبُ الْعَجَمِ؟، قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا، سُنَّتُهُمْ سُنَّةُ الْأَعْرَابِ مَا أَتَاهُمْ مِنْ رِزْقٍ جَعَلُوهُ فِي الْحَيَوَانِ، يَرَوْنَ الْجِهَادَ ضَرَرًا، وَالزَّكَاةَ مَغْرَمًا

(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آکر رہے گا کہ ان لوگوں کے دل عجم کے دل ہوں گے (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ عجم کے دل کس طرح کے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ان کے دلوں میں) دنیا کی محبت ہوگی، ان لوگوں کا طریقہ اہلِ عرب کے طریقہ کی طرح ہوگا، ان کے پاس جو رزق آئے گا، اسے وہ جانور میں کردیں گے، اور جہاد کو تکلیف سمجھیں گے، اور زکاۃ کو تاوان سمجھیں گے (طبرانی)

اپنے رزق کو جانور میں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانوروں مثلاً گھوڑوں، بیلوں، بھینسوں، کتوں وغیرہ جیسے جانوروں کے شوق یا جوے وغیرہ میں خوب پیسہ لگائیں گے، اور جہاد کو تکلیف سمجھ کر اس سے اعراض کریں گے، اور زکاۃ کو خواہ مخواہ کا تاوان اور بوجھ سمجھ کر نظر انداز کریں گے۔

یہ حالت وکیفیت بھی دنیا کی محبت اور موت کی کراہیت اور ان دونوں کی وجہ سے دلوں میں بزدلی پیدا ہونے کے سبب سے ہوگی، جیسا کہ آج کل بعض مسلمانوں کی حالت ہے کہ وہ جانوروں کے شوق اور

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير، وفيه بقية بن الوليد، وهو ثقة ولكنه مدلس، وبقية رجاله موثقون (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۳۴۷)

www.idaraghufran.org

جوے میں خوب پیسہ لگاتے ہیں، اور جہاد کو تکلیف کا باعث اور زکاۃ کو تاوان خیال کرتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى (مسند احمد، رقم الحديث ١٩٦٩٧، حسن لغيره)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا سے محبت کرتا ہے، تو وہ اپنی آخرت کا نقصان کرتا ہے، اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے، تو وہ اپنی دنیا کا نقصان کرتا ہے، پس تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ دنیا فناء ہونے والی ہے، اور آخرت باقی رہنے والی ہے، اور باقی رہنے والی چیز کا نقصان فناء ہونے والی چیز کے نقصان سے زیادہ ہے۔

اور جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے، تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے، اور اس کے بالمقابل جو آخرت سے محبت کرتا ہے، اس کو دنیا کا کچھ نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مگر یہ نقصان وقتی اور عارضی ہوتا ہے، جو آخرت کے فائدہ کے مقابلہ میں نقصان کہلائے جانے کے قابل نہیں، لہٰذا اس پر پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔

مگر آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ دنیا کے نقصان کو آخرت کے نقصان کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت دیتے ہیں، جو کہ درست طرزِ عمل نہیں۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ، اَلْمَوْتُ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ، وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ (مسند احمد،رقم الحديث ٢٣٦٢٥، اسناده جيد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے، ایک موت کو، حالانکہ موت مومن کے لئے (دنیا کے ایمانی وجسمانی) فتنہ (مثلاً کفر وشرک اور دنیا کے مصائب) سے بہتر ہے، اور دوسرے وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ مال کی کمی (قیامت کے دن) حساب (وعذاب) میں کمی کا باعث ہے (مسند احمد)

www.idaraghufran.org

دنیا کے اندر زندہ رہتے ہوئے مختلف فتنوں میں مبتلا ہونے کا ڈر رہتا ہے، جن کی وجہ سے دنیا وآخرت خراب ہوجاتی ہے، اور ان فتنوں سے محفوظ ہوکر موت کا آجانا بہتر ہے، مگر انسان موت کو ناپسند کرتا ہے۔

اسی طرح مال کا کم ہونا آخرت میں حساب وکتاب کے ہلکا ہونے کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے بہتر ہے، مگر انسان مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے، یہ دونوں چیزیں انسان کی کم عقلی پر مبنی ہیں۔

اسی لیے مومن کو چاہیے کہ وہ موت کو ناپسند نہ کرے، اور دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو، جس سے دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی حاصل ہوگی، اور دنیا میں مومنوں کو کافروں پر غلبہ بھی حاصل ہوگا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو۔

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

051-4455301
051-4455302
Sweet Palace
سویٹ پیلس
SWEET PALACE
Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (قسط1)

امامُ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے علمی مقام سے اہلِ علم حضرات اور خاص طور پر اہلِ دیو بند سے وابستہ اصحابِ علم حضرات اچھی طرح آشنا ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی شخصیت ہندوستان و پاکستان کے مختلف مکاتبِ فکر اور خاص طور پر سلسلۂ دیو بند کے لیے ایک جامع و ہمہ گیر حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب رحمہ اللہ نے فقہی و مجتہد فیہ امور میں جس توسع اور وسعتِ ظرفی سے کام لیا ہے، اور متعدد مسائل میں دلائل یا حالات کے پیشِ نظر حنفیہ کے علاوہ شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ وغیرہ کے اقوال کو اختیار فرمایا ہے، اور ان کی متعدد تالیفات مثلاً:

"حجة الله البالغة" "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" "عقد الجید فی احکام الاجتهاد و التقلید" "التفهیمات الالٰهیة" "الارشاد الیٰ مهمات علم الاسناد"

اور مؤطا کی شروحات:

"المسویٰ" اور "المصفیٰ"

وغیرہ کتب میں ان چیزوں کی تصریح موجود ہے۔

وہ موجودہ دور کے اہلِ علم اور اہلِ فقہ حضرات کے لیے قابلِ ملاحظہ بھی ہے، اور قابلِ نمونہ بھی، خاص طور پر مسلک دیو بند کے لیے، جن کا مرجع الامر، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب رحمہ اللہ کے فقہی واجتہادی ذوق پر متعدد حضرات نے بہت کچھ تحریر کیا ہے، اور اپنے اپنے ذوق ومزاج کے مطابق موتی چننے بلکہ اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی ہے، یہاں تک کہ انہوں نے اس سلسلہ میں متعدد رسائل اور مضامین بھی مرتب کیے ہیں، اور اس سے بڑھ کر بعض نے اپنے باطل ومخترع افکار کی نسبت بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی طرف کی ہے، جن کی

www.idaraghufran.org

داستان بڑی طویل ہے، جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مستند اہلِ علم حضرات کے بڑے طبقہ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تعلیمات کو سمجھنے اور سمجھانے سے بے اعتنائی اختیار کی، جس کی وجہ سے دوسروں کو یہ موقع ملا۔

بندہ کی نظر میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی علمی، فقہی و تحقیقی خدمات وافکار پر جس اعتدال، وسعتِ ظرفی اور علمی وفقہی یا مسلکی تعصب سے بالاتر ہوکر اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتب اور مضامین ورسائل کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کر کے جو ایک مفصل مقالہ کی شکل میں بسیط کام جناب مولانا ڈاکٹر محمد مظہر بقا صاحب رحمہ اللہ نے انجام دیا ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

جناب مولانا ڈاکٹر محمد مظہر بقا صاحب رحمہ اللہ، فاضلِ دیوبند ہیں، اور وہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے پاس نانک واڑہ کراچی میں 1953 عیسوی سے 1955 عیسوی تک نائب مفتی کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے، انہوں نے اپنے اس مفصل ومدلل مقالہ میں جس کا نام ''اصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہ'' ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فقہی واجتہادی ذوق پر جس شرح وبسط کے ساتھ باحوالہ اور مفصل انداز میں روشنی ڈالی ہے، یہ اہلِ علم واہلِ فقہ حضرات کے لیے قابلِ مطالعہ ہے، اس مقالہ کی جزوی چیزوں سے اہلِ علم حضرات کو اختلاف ممکن ہے، بندہ کو بھی بعض امور سے اختلاف ہوا ہے، لیکن مجموعی طور پر اس کی افادیت وجامعیت ناقابلِ تردید ہے۔

مولانا محمد مظہر بقا صاحب رحمہ اللہ کا مذکورہ مقالہ بعض مقامات سے کتر بیونت کے ساتھ شائع ہوا ہے، لیکن جو نسخہ خود مؤلف نے کتر بیونت کی نشاندہی کے ساتھ مکمل انداز میں شائع کیا ہے، وہ زیادہ اہمیت وتوجہ کا حامل ہے، ہم نے اسی نسخہ کا مطالعہ کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب رحمہ اللہ کے حوالہ سے یہ بات واضح ہے کہ امامُ الہند اور اکابر دیوبند کے سلسلۂ اسناد کے رکنِ اعظم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فقہ واجتہاد کے سلسلہ میں موجودہ دور کے بعض علماء میں معروف ومروج فقہی واجتہادی تنگ نظری، تشدد اور جمود وخمود کے قائل نہیں، اور وہ اس سلسلہ میں بڑی وسعت رکھتے ہیں، وہ بسا اوقات ایسے موقف کو اختیار فرماتے ہیں، جس سے مختلف اہلِ حق مسالک کے درمیان اتفاقِ رائے پیدا ہونے یا ان کے باہم قریب ہونے کا امکان ہو، اور یہ چیز مسلکِ دیوبند میں بنیادی طور پر بڑی اہمیت بلکہ امتیازی شان کی حامل ہے، جیسا کہ پہلے بھی گزرا۔

www.idaraghufran.org

اسی کو موجودہ دور میں بعض حضرات نے ''فقہِ مقارِن'' کا عنوان دیا ہے، اگرچہ اس کی تکییف میں انداز ایک کا دوسرے سے مختلف اور کسی کا اعتدال پر اور دوسرے کا بے اعتدالی پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فقہی واجتہادی ذوق ومقام کے متعلق چند اہلِ علم حضرات کی معتدل تصریحات ذکر کی جاتی ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی کا حوالہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں یہ بات خود نہیں کہتا، بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے قول سے میں اس کا ثبوت دیتا ہوں، اور وہ اتنے بڑے محقق ہیں کہ بعض لوگوں نے ان کو غیر مقلد سمجھ لیا ہے کہ وہ ائمہ کی تقلید بھی نہ کرتے تھے، مگر یہ غلط ہے، وہ مقلد ہی ہیں، مگر مقلد محقق ہیں، لکیر کے فقیر نہیں......تقلید وتحقیق کے بھی مراتب ہیں کہ بعض مقلدِ محض ہیں، بعض محقق یعنی مجتہدِ محض ہیں، اور بعض مقلدِ محقق ہیں، بعض محققِ مقلد ہیں، تو شاہ صاحب مقلدِ محض نہ تھے، بلکہ مقلدِ محقق تھے، اس لیے بعض کو ان پر غیر مقلدی کا شبہ ہوا (وعظ ''غایۃ النجاح فی آیۃ النکاح، صفحہ ۲۷، مطبوعہ: اشرف المطابع، تھانہ بھون)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مقلدِ محض کے بجائے، مقلدِ محقق تھے، اور وہ کس طرح کے مقلدِ محقق تھے؟ اس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اپنی تصریحات کی روشنی میں ذکر کی جائے گی۔

حضرت سید سلیمان ندوی صاحب کا حوالہ

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لوگوں نے اس کو بھی مختلف فیہ مسئلہ بنا رکھا ہے کہ وہ (یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب) فقہ میں کیا تھے؟ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خود اپنے سوانح الجزء اللطیف کے آخر میں اپنے کو خود ہی بتا دیا ہے کہ وہ کیا تھے؟

فرماتے ہیں:

''وبعد ملاحظہ کتب مذاہب اربعہ واصولِ فقہ ایشاں واحادیثے کہ متمسک ایشاں است قرارداد

www.idaraghufran.org

خاطر بعد دِنور یعنی روش فقہاء محدثین افتادؔ‘‘

’’یعنی چاروں فقہاء کے مذاہب اور ان کے اصولِ فقہ کی کتابیں، اور جن احادیث سے وہ استدلال کرتے ہیں، ان کو دیکھنے کے بعد اپنی بصیرت کی روشنی میں دل فقہائے محدثین کے طرزِ عمل پر مطمئن ہوا‘‘ (مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

معلوم ہوا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فقہائے محدثین کی روش کو پسند واختیار فرمایا، جس کی تفصیل وتوضیح آگے آتی ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب کا حوالہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ ’’حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ‘‘ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

شاہ صاحب نے غالی فقہاء (جو اپنے مذہب سے سرمو انحراف کرنے کے لیے تیار نہیں) اور فرقۂ ظاہریہ (جو مطلقاً فقہ کا منکر اور ان فقہاء کی شان میں لب کشائی کرتا ہے، جو حاملینِ علم کے سرتاج اور اہلِ دین کے امام وپیشوا ہیں) کی روِش پر سخت تنقید کی ہے، اور دونوں کے غلوو انتہا پسندی کو ناپسند کیا ہے، اور صاف لکھا ہے کہ ’’ان الحق امر بین بین‘‘ معاملہ بین بین ہے، نہ پہلا فریق سو فیصدی حق پر ہے، نہ دوسرا فریق۔

شاہ صاحب اپنی معرکۃُ الآراء کتاب ’’حجۃ اللہ البالغۃ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک طرف کلامِ فقہاء پر تخریج، دوسری طرف احادیث کے الفاظ کا تتبع، دونوں کی دین میں مستحکم اصل موجود ہے، اور ہر زمانہ کے علمائے محققین ان دونوں اصولوں پر عمل کرتے رہے ہیں، بعض ایسے ہیں جن کا تخریج کے بارے میں قدم پیچھے اور حدیث کے الفاظ کے تتبع میں قدم آگے ہے، اور بعض اس کے برعکس، ان میں سے کسی ایک اصول سے بھی مطلقاً صرفِ نظر مناسب نہیں، جیسا کہ فریقین کے عوام کا شیوہ ہے، اس بارے میں صراطِ مستقیم یہی ہے کہ دونوں کے درمیان تطبیق کی کوشش کی جائے، اور ایک کی کمی دوسرے سے پوری کی جائے، اور یہی امام بصری کا قول ہے۔

www.idaraghufran.org

اپنے فارسی وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''درفروع پیروی علماءِ محدثین کہ جامع باشند میاں فقہ وحدیث کردن ودائما تفریعاتِ فقہیۃ رابر کتاب وسنت عرض نمودن''

''مسائلِ فروعی میں ایسے علماءِ محدثین کی پیروی کرنی چاہیے، جوفقہ وحدیث دونوں کے عالم ہوں، مسائلِ فقہیہ کوکلامُ اللہ اور حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم سے ملاتے رہنا چاہیے''

آگے تحریر فرماتے ہیں:

''امت راہیچ وقت ازعرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغناء حاصل نیست'' (وصیت نامہ فارسی،ص۲،۳)

''امت کے لیے قیاسی مسائل کا کلامُ اللہ اور حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقابل کرتے رہنا ضروری ہے، اس سے کبھی بے نیازی نہیں ہوسکتی'' (تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ پنجم،صفحہ۲۰۱، ۲۰۲،باب ششم،تطبیق بین الفقہ والحدیث،مطبوعہ: مجلس نشریاتِ اسلام،کراچی)

مذکورہ اقتباسات سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فقہی وتحقیقی اور اجتہادی وتقلیدی ذوق کی ایک جھلک محسوس کی جاسکتی ہے۔ (جاری ہے............)

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93،ظفرالحق روڈ،نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک،راولپنڈی
فون: 051-5961624

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی طلحہ مدثر

جماعت تبلیغ میں چالیس دن(قسط1)

تبلیغی جماعت سے تعلق اوروابستگی تو بحمداللہ ہم نے اپنے گھرانے میں ہوش سنبھالتے ہی دیکھی تھی اوروالد صاحب کی جماعت سے وابستگی ہی ان کی زندگی میں دینی فکر کا پیش خیمہ تھی،اسی فکر کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ہماری تعلیم میں دین کوترجیح دی اور ہمارے تمام تعلیمی اخراجات برداشت کیے اور کسی قسم کے کسب اور معاش کی ذمہ داری ہمارے اوپر عائد نہیں کی تاکہ یکسوئی کے ساتھ علمی مشغولیات کو وقت دیا جاسکے اور کسب وروزگار کی طرف توجہ سے ہمارے تعلیم وتعلم کے کام میں خلل واقع نہ ہو(اللہ ان کواس قربانی کااپنے پاس سے بہترین بدلہ عنایت فرمائے،اورانکی صحت وعمر میں برکت عطا فرمائے)جماعت سے تعلق کی بناپرہی غالباوالدصاحب نے اپنے بڑے برخوردار کا نام(تبلیغی جماعت کے موجودہ امیر حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی کے نام کی نسبت سے)عبدالوہاب اورراقم کا نام(شیخ الحدیث مولانا زکریارحمہ اللہ کے فرزندعزیز مولانا طلحہ صاحب مدظلہ کے نام کی نسبت سے)طلحہ رکھا تھا،اس بناپرجماعت سے محبت اورعقیدت کے ملے جلے جذبات ہمارے دلوں میں شروع سے موجود تھے،اورانہی جذبات کے سائے میں ہم پروان چڑھے،لہذا وقتاًفوقتاً شب جمعہ،اجتماعات،سہ روزہ وغیرہ میں شرکت کا بھی موقع ملتا رہا،تاہم طالب علمی کے زمانے میں اسباق اوردروس کی طرف متوجہ ہونے اورفراغت کے بعد کچھ مشاغل اورمصروفیات کی وجہ سے(جس میں اپنی طبعی کسل مندی اور آرام پسندی کوبھی کافی دخل ہے)باقاعدہ جماعت میں وقت نہیں لگاسکا تھا،والدصاحب کی طرف سے بھی(بعض غالی حضرات کے برعکس۔معذرت کے ساتھ)اس معاملے میں کسی قسم کی شدت اوردباؤ نہیں تھا،لہذا تاخیر ہوتی گئی،البتہ دل میں عزم ضرورتھا کہ جب بھی موقع ہوا جماعت میں باقاعدہ وقت ضرورلگاؤں گا چنانچہ اسی عزم کواللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شرمندۂ تعبیرکیااور9جمادی الاولیٰ بمطابق مورخہ7فروری2017بروزمنگل کو ساری مصروفیات سے فراغت حاصل کر کے اورادارے سے رخصت لے کرچلّے کے ارادے سے والد صاحب کی معیت میں زکریامسجد(تبلیغی مرکز راولپنڈی)جانا ہوا،وہاں13افراد کی جماعت تشکیل پائی، جماعت کے13افراد میں سے اکثر واقف کار تھے جن کا بشمول والدصاحب کے یہ سالانہ چلّہ تھا،لہذا

www.idaraghufran.org

طبیعت پر کسی قسم کا بوجھ نہیں تھا (ان قابل احترام احباب و بزرگوں میں سے بعض کے ساتھ راقم حج کا سفر اور بعض کے ساتھ دیگر کئی اسفار کر چکا ہے، اس لیے نامانوسیت اور اجنبیت نہیں تھی) البتہ کچھ ساتھی بالکل نئے تھے اس سے پہلے ان سے کسی قسم کا کوئی تعارف نہیں تھا، اس پر مزید یہ کے کچھ متعلقین نے ان نئے افراد کے بارے میں سخت الفاظ میں انتباہ کر دیا تھا، جس پر کچھ تشویش ضرور تھی، اساتذہ اور بڑوں نے رخصت ہوتے وقت نصیحت کی تھی کہ اپنی اصلاح کو پیش نظر رکھ کر اور علمی اور فقہی مختلف فیہ مباحث سے حتی الوسع بچتے ہوئے شرکت کی جائے، لہٰذا ایسے افراد کی موجودگی جن کے مزاج میں تیزی اور تشدد ہو، اپنی اصلاح کے لیے ایک قدرتی انتظام سمجھ کر دل کو اطمینان دلایا، کہ یہ بھی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے، جس کا تجربہ سارے سفر میں ہوتا رہا اور بحمد اللہ کافی فائدہ ہوا۔

تشکیل کے مطابق ہم نے پہلے 10 دن گجرانوالہ میں کام کرنا تھا، اور اس کے بعد رائیونڈ مرکز اور پھر وہاں سے حیدر آباد جانا تھا اور حیدر آباد میں کام کرنے کے بعد دوبارہ رائیونڈ جوڑ میں شرکت کرنی تھی، یہ مکمل سفر بحمد اللہ خیریت سے طے پایا، جس میں ہدایات پر چلنے کی اپنی حد تک بھرپور کوشش کی لیکن پھر بھی سو فیصد اور مکمل ہدایات پر عمل کا دعویٰ کرنا شائد مبالغہ ہوگا۔

راقم کا تعلق چونکہ شعبہ افتاء سے ہے، اس لیے جماعت کے بارے میں طرح طرح کے سوالات موافقت اور مخالفت میں عوام وخواص کی جانب سے مختلف شرعی پہلوؤں کے تناظر میں ہمارے سامنے ہمیشہ آتے رہے ہیں، جس کے علمی طور پر اصولی جواب تو دے دیے جاتے تھے تاہم جب تک کچھ وقت لگا کر خود عملی مشاہدہ نہ ہو جائے اس وقت تک بصیرت کی نگاہ سے اپنے مشاہدے کی بنا پر کچھ کہنا دشوار تھا، پس یہ مختصر وقت جماعت میں یکسوئی کے ساتھ لگانے کی وجہ سے بہت سے سوالات حل ہوئے اور بہت سے اعتراضات کے جوابات ملے جن کی بنا بعض اوقات عناد پر اور بعض اوقات غلط فہمی پر ہوتی ہے جبکہ بعض باتیں حقیقتاً قابل اصلاح بھی ہیں جن کی نشاندہی کی اہل علم کو ضرورت ہے، اس تحریر کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی صاحب کے دل میں جماعت کے کسی طریق یا عمل کے بارے میں کوئی غلط فہمی یا بدگمانی ہے تو وہ دور ہو جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ اس کام سے منسلک افراد میں اگر کوئی مخالف شرع نظریہ یا سوچ ناواقفیت کی وجہ سے پائی جا رہی ہے تو اس پر انتباہ ہو جائے تاکہ ایک اہم شرعی عمل میں جو بہت بڑی عبادت بھی ہے غلطی کی آمیزش سے بچا جا سکے۔

www.idaraghufran.org

یہ بات معلوم ہی ہے کہ جماعت کے بانی حضرت مولانا الیاس صاحب نوّ راللہ مرقدہ، کا اخلاص اور انکا علماء کا احترام اور قدر کرنا کس درجہ میں تھا ان کے اخلاص اور درد کا ہی ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت سے امت کی اصلاح اور دین اسلام کی دعوت واشاعت کی جو خدمت لی ہے اس کی نظیر ملنا مشکل ہے، حضرت کو اس کام کے اصول اور طریق کے بارے میں کتنا اہتمام تھا اور کس قدر فکر مندی رہتی تھی کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہوجائے اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ حضرت نے مفتی شفیع صاحب نوّ راللہ مرقدہ کے سامنے دو اندیشے پیش کیے تھے پہلا یہ کہ کہیں یہ تمام پھلاؤ اور ترقی استدراج [1] تو نہیں ہے، جس کے جواب میں مفتی شفیع صاحب نوّ راللہ مرقدہ نے عرض کیا تھا کہ ایسا نہیں ہے کیوں کہ جس شخص کے ساتھ استدراج والا معاملہ ہوتا ہے اس کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

دوسرا اندیشہ یہ پیش کیا کہ اس جماعت میں عوام بہت کثرت سے آرہے ہیں اور اہل علم کی تعداد کم ہے اور جب عوام کے ہاتھ میں قیادت آتی ہے تو بعض اوقات آگے چل کر وہ اس کام کو غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں جماعت کے کسی غلط طریق کا وبال میرے سر پر آجائے، اس پر مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ آپ نے جو کام اخلاص اور نیک نیتی سے شروع کیا ہے اگر اس کام میں بعد میں کوئی فرد غلط روش اختیار کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا آپ پر اس کا کسی قسم کا وبال نہیں ہوگا یہ جواب سن کر حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ کو تشفی ہوئی اور طبیعت پر جو بار تھا وہ دور ہوگیا (تقریر ترمذی، حصہ معاملات ،ابواب السیر ج۲ص۲۱۱)

یہ مولانا الیاس رحمہ اللہ کا جماعت کے بارے میں اندیشہ تھا جس تک صرف ایک حقیقی صاحب بصیرت کی نگاہ ہی پہنچ سکتی ہے کسی ظاہر بین کی سوچ اور فکر کی رفتار اتنی کہاں کہ وہ اتنے آگے تک کی سوچے۔

---

[1] استدراج کا مطلب یہ ہے کہ کسی باطل شخص کو ڈھیل دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ دنیوی ظاہری کامیابیاں دکھادیں، چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

قَالَ: " إِذَا رَأَيْتَ اللهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ "ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:} فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ] {الأنعام:44] مسند احمد،رقم الحديث ١٧٣١١

قال شعيب الارنؤوط فی حاشيته :حديث حسن

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کو اس کے گناہوں پر وہ چیزیں عطا کرتا دیکھو جو اس کو محبوب ہیں تو یہ استدراج ہے (پھر نبی علیہ السلام نے سورہ انعام کی آیت تلاوت فرمائی کہ) جب انہوں نے اس کو بھلا دیا جو نصیحتیں انکو کی جارہی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر اترانے لگے جو ان کو دی گئی تھیں تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا تو اس وقت وہ بالکل مایوس ہوگئے (سورہ انعام)

www.idaraghufran.org

مجھے جماعت کی افادیت کے بارے میں جن امور کا بذات خود مشاہدہ ہوا ان کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں، لیکن پہلے جماعت کے مختصراً کچھ اصول اور خروج کے زمانے میں جماعت کے افراد کے معمول میں شامل سرگرمیوں کا مختصر تعارف پیش کرنا فائدے سے خالی نہیں ہوگا، راقم جماعت میں وقت لگانے سے پہلے اس عقدے میں کافی متعجب رہتا تھا کہ آخر اس جماعت میں ایسی کیا خوبی ہے کہ مختصر وقت چلہ یا تین چلے لگانے کے بعد ایک گنہگار فرد کی دینی حالت انتہائی سرعت اور تیزی کے ساتھ پہلے کی نسبت کافی بہتر ہو جاتی ہے، وقت لگانے سے معلوم ہوا کہ اس تبدیلی کی وجہ جماعت کے وہ اصول اور وہ معمولات ہیں جن کا بار ہا مذاکرہ کیا جاتا ہے، ان اصولوں کا شرعی اعتبار سے تو علم تھا لیکن اس سے بالکل ناواقفیت تھی کہ یہ اصول جماعت کے طریقہ کار اور نصاب کا حصہ ہیں۔

تبلیغی جماعت کی ۱۲ باتیں

چنانچہ جماعت میں ۱۲ باتیں اصول کا درجہ رکھتی ہیں، جس کے بارے میں ہدایات میں کہا جاتا ہے کہ اس کام کا مکمل فائدہ اسی کو ہوگا جو ان کی رعایت کرے گا، لہذا کسی مسلمان فرد کے ذہن میں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ جماعت کے خود ساختہ اصول ہیں، بلکہ یہ تمام اصول تو شریعت کی طرف سے بتلائے ہوئے ہیں جماعت نے صرف انہیں اپنے نصاب کا حصہ بنایا ہے ان بارہ افعال میں سے چار کام زیادہ کرنے کے ہیں۔

(۱) ''دعوت الی اللہ''

یعنی اللہ کی طرف لوگوں کو بلانا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

(۲) ''تعلیم و تعلم''

یعنی دین کا علم سیکھنا اور دین کا علم سکھانا۔

(۳) ''ذکر و عبادت''

یعنی اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں رکھنا اور اللہ کے ذکر کے ساتھ رطب اللسان رہنا اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا۔

(۴) ''خدمت''

یعنی اس سارے عرصہ کے دوران اپنے ساتھیوں کی خدمت بھرپور طریقے سے کرنی ہے

www.idaraghufran.org

جبکہ چار کام کم کرنے کے ہیں یا ان میں وقت کم سے کم خرچ کرنا ہے۔

(۱) کھانا پینا (۲) سونا (۳) دنیا کی باتیں کرنا (۴) مسجد سے باہر جانا۔

ضرورت سے زیادہ کھانا پینا ویسے بھی طبی لحاظ سے نقصان دہ ہے اور شرعی اعتبار سے بھی بسیار خوری ناپسندیدہ ہے اور اسی طرح زیادہ سونا بھی انسان کو غفلت میں مبتلا کرتا ہے اور انسان جس چیز کا تذکرہ زبان سے زیادہ کرتا ہے اسی کی محبت انسان کے دل میں اترتی ہے، لہٰذا دنیا کی باتیں کرنا ایمانی حالت کے لیے نہایت مضر ہے اور اس کے ساتھ مسجد میں رہنا اللہ تعالیٰ کا مہمان بننے جیسا ہے اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں رہنے (زیادہ وقت گزارنے) والے اللہ کے پڑوسی ہیں، ان اعمال کی کمی انسان کی ایمانی حالت میں کمی کا ذریعہ اور سبب ہے۔

بقیہ چار کام بالکل نہ کرنے کے ہیں

(۱)''اسراف (فضول خرچی) کرنا''

اللہ تعالیٰ نے اسراف کرنے والوں کو شیاطین کے بھائی قرار دیا ہے۔

(۲)''زبان کا سوال''

کسی سے سوال کرنا ویسے بھی منع ہے اور ایسی حالت میں سوال کرنا جبکہ لوگ آپ کو نیک تصور کرتے ہوئے ایک دینی جماعت کا نمائندہ سمجھ رہے ہوں اسکی قباحت اور شناعت اور بھی بڑھا دیتا ہے۔

(۳)''اشراف (دل کا سوال)''

جس طرح زبان سے سوال کرنا منع ہے اسی طرح دل سے اختیاری طور پر (جو بغیر اختیار کے وسوسہ وغیرہ پیدا ہو وہ معاف ہے) کسی کے مال اور چیز پر نظر رکھنا اور اس کی طلب رکھنا گویا دل کا سوال ہے اور اگر ایسے سوال کے نتیجے میں وہ چیز مل بھی جائے تو اس میں برکت نہیں رہتی۔

(۴)''کسی کی چیز بغیر اجازت کے استعمال کرنا''

کسی بھی فرد کی (حقیقی یا حکمی) اجازت کے بغیر اس کی چیز کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے اس سے آپس کی رنجشوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین (ضمیمہ: جنت کے قرآنی مناظر: 56) مفتی محمد امجد حسین

مباحث روح وبدن (حصہ سوم)

روحِ علوی جو اوپر کے عالم میں ہے، اس کا روحِ طبعی کے ساتھ، جو انسان کے جسم میں سمائی ہے، تعلق وربط کی نوعیت، کیفیت اور اصلیت کیا ہے؟ اس کی پوری حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

ہمیں تو باقی امورِ غیبیہ کی طرح غیب کے اس راز پر بھی ایمان بالغیب رکھنا چاہئے کہ ہم شرعاً امورِ غیبیہ کے باب میں اسی کے مکلّف ہیں، جیسا کہ ''ہدی للمتقین، الذین یومنون بالغیب'' جیسی نصوص سے واضح ہے، اور یہی نجات کے لیے کافی بھی ہے۔ [1]

باقی نصوصِ شرع، احکام وتعلیماتِ قرآن وسنت میں تدبر وتفکر، استنباط واجتہاد کرنے سے اسی طرح خارجی وداخلی کائنات وموجودات یعنی آفاق وانفس میں غور وفکر اور ریسرچ وتحقیق کرنے سے اہلِ علم وفضل کی معرفت، ادراک، علم وفہم اور بصیرت بڑھتی چلی جاتی ہے، اور بہت سی باریک باتیں اور لطیف واَن دیکھے غیبی حقائق ان پر منکشف اور فاش ہوتے ہیں، یہ مقبولیت وقربت کے اور فضل وکمال کے مزید، اضافی مراتب ودرجات ہیں، جو بہت زیادہ ہیں، اور جن پر ہمیشہ اہلِ ہمت واہلِ توفیق اور اہل فضل آگے سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور علم وعمل میں، فضل وکمال میں، معرفت وادراک میں، رسوخ وتبحر میں، اپنے زمانے اور اہلِ زمانہ سے فائق تر ہوجاتے ہیں، تو یہ اللہ کا فضل ہے، جس کو چاہیں عطا کریں۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

---

[1] امام ابوحنیفہ کا مشہور مقولہ ہے کہ ''ایمانی کایمان جبریل'' کہنا جائز ہے (یعنی میرا ایمان جبریل علیہ السلام کے ایمان کی طرح ہے) جس کے جواز وعدمِ جواز پر اس زمانے سے معرکۃ الآراء بحثیں چھڑ گئی تھیں کہ ایسا کہنا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ جبریل کا ایمان مشاہدے پر مبنی ہے اور ہمارا غیب کو بن دیکھے ماننے پر۔

لیکن محققین نے امام صاحب کے اس قول کا جو مطلب بیان کیا ہے، اس کی رو سے یہ بالکل صحیح ہے، اور ہماری اس بات کا مؤید ہے، حاصل مقولہ یہ ہے کہ جبریل عالم بالا کے راز دان اور امورِ غیبیہ کے محرم راز ہیں، جبکہ ہم مسلمان غیب پر ایمان رکھتے ہیں، یعنی غیبیات ہمارے مشاہدے کی چیزیں نہیں، لیکن اللہ ورسول کی باتوں پر اعتماد کر کے پورے دل وجان سے کامل یقین سے ان باتوں کو مانتے ہیں، اور اسی کو ایمان کہتے ہیں، تو نفسِ کامیابی کے لیے یہ غیبی یقین بھی کافی ہے، مشاہدے والے یقین کی طرح جو فرشتوں، انبیاء اور اولیاء کاملین کا ہوتا ہے کہ ان کو غیب کا بڑی حد تک مشاہدہ ہوتا ہے، غیبی بہت سے امور ان کے لیے غیب نہیں رہتے، پس عام مومن جو ایمان وعملِ صالح سے متصف ہے، اس کے لیے یہ امورِ غیب ہونے کے باوجود ان کو ماننا نجات وکامیابی کے لیے کافی ہے، جیسا کہ جبریل کا مشاہدہ ویقین نجات کا باعث ہے، اسی طرح یہ ایمان بالغیب بھی کافی ہے، باقی مراتب ودرجات اور کیفیات میں فرق ضرور ہے۔

www.idaraghufran.org

اور عموماً اہلِ ہمت کو علم وعمل میں استقامت والوں اور آگے سے آگے بڑھنے کی طلب وتڑپ رکھنے والوں کو عطاء کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا ”وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا “ (سورۃ العنکبوت،۶۹) اور فرمایا ”انا لانضیع اجر من احسن عملا“ (الکہف۳۰) اور ”و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا“ (البقرۃ۲۶۹)

بہر حال کم از کم کامیابی اور نجات کے لیے ضروری ہے کہ آدمی صحیح عقیدہ وایمان اور ضروری درجہ کے اعمالِ صالحہ پر قائم دائم رہے، خواہ شریعت کے ان احکامات وتعلیمات کی گہرائیاں اور اسرار اسے معلوم نہ ہوں، لیکن عمل ان پر ہورہا ہے، تو بس کافی ہے۔

جیسے کہ آم کھانے والے کو یا کوئی بھی غذا، پھل، سبزی، گوشت وغیرہ کھانے والے کو معلوم نہ ہو کہ اس میں کون کون سے حیاتین (وٹامنز) لحمیات (پروٹینز)، شحمیات (فیٹز) ہیں، لیکن معلوم نہ ہونے کے باوجود جب یہ چیزیں اسے مل رہی ہیں، اور وہ کھا رہا ہے، تو یہ سارے وٹامنز وغیرہ نہ جاننے کے باوجود اس کو حاصل ہوں گے، اس کا جزوِ بدن بنیں گے، صحت وقوت کا باعث بنیں گے۔

کہاں سے کہاں تک؟

بات کہاں سے کہاں نکل گئی، خیر کہہ یہ رہا تھا کہ روحِ علوی وروحِ سفلی (طبعی) کے باہم تعلق کی پوری نوعیت اللہ ہی جانتے ہیں، ہم تو اپنے فہم وادراک کی حد تک اس کو اپنے فہم کے قریب کرتے ہیں اور بس، تاکہ مزید طمانیت اور ایمان میں مزید رسوخ حاصل ہو، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ولکن لیطمئن قلبی (البقرۃ) [1]

اور اسی تناظر میں ہم نے آفتاب اور آئینہ کی مثال پیچھے دی ہے، کچھ مزید مثالیں عصری جدید آلات کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں، اگرچہ ہم کیا اور ہماری مثالیں کیا؟ کیاپدّی کیاپدّی کا شوربا۔ ع

---

[1] ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟ تو آپ نے فرمایا ”ولکن لیطمئن قلبی“ کہ ایمان تو ہے، مزید طمانیت اور دنیا میں مشاہدہ ہو جانے کے لیے درخواست کرتا ہوں، جیسا کہ ان آیات میں تفصیلی واقعہ ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۶۰)

www.idaraghufran.org

خاک برفرقِ من وبر تمثیلِ من

عالمی ذرائع مواصلات وابلاغیات

ابلاغیات کے جدید ذرائع، ریڈیو، ٹیلی ویژن، موبائیل اور انٹرنیٹ سسٹم میں کیا ہوتا ہے؟ کسی مقام پر پاور ہاؤس اور اسٹیشن ہے، وہاں سے ریڈیائی، ٹیلیائی، برقائی ہوئی لہریں کسی پیغام کی، صوت وآواز کی، منظر، سرگرمیوں اور معلومات کی بھیجی جارہی ہیں، جو متعلقہ ریڈیو، موبائل، کمپیوٹر سیٹ کی سکرین پر مخصوص نظام وسسٹم کے تحت دوبارہ اپنی اصلی حالت میں منقلب وتبدیل ہوکر نشر ہورہی ہیں، دیکھی اورسنی جارہی ہیں، یہ انسانی سائنس اور ٹیکنالوجی کی آج کی صورتحال ہے، جس سے ہرشخص مستفید ہورہا ہے، تو مادی اور ہماری عنصری دنیا کے ان مظاہر اور نمونوں نے ہمیں فطرت کے ایک راز اور ایک تخلیق کو سمجھنے میں مدد دی ہے کہ پاور ہاؤس اور نیٹ ورکنگ نظام کے کسی مرکزی سسٹم اور اسٹیشن کو آپ روحِ اعظم کی جگہ پر سمجھیں، یعنی وہی روح علوی جو عالمِ بالا میں ہے، اور انسانی حیات کے پورے سلسلے کی اصل مدبر اور ماسٹر مائنڈ ہے۔

انسانی جسم کو، گوشت پوست، بال، کھال اور لحم وشحم پر مشتمل اس عنصری ڈھانچے کو آپ کمپیوٹر، موبائل، ٹیلی ویژن یا ریڈیو سیٹ سمجھ لیں، اس باڈی کے اندر جو روح ہوائی ہے، اس کو برقی چارجنگ سمجھ لیں، یا بجلی کے ساتھ کنکشن سمجھ لیں، انسان کے دل، دماغ، جگر جو اعضاءِ رئیسہ ہیں، اور جسم کے لیے منبعِ حیات ہیں، ان کو موبائل بیٹری، ہارڈ ڈسک وغیرہ، مشین کے اہم ترین آلے یا توانائی کو سٹاک وذخیرہ کرنے اور پھر سپلائی کرنے والے سمجھ لیں۔

پس روح اعظم یا روح مجرد سے ہمہ دم، ہمہ وقت حیات، زندگی، قوت وتوانائی، ارادوں، عزائم، عقل وفہم وغیرہ کی برقائی لہریں نشر ہورہی ہیں، جسم اور باڈی کا نظام، قدرت نے جس طرح بنایا ہوا ہے، وہ ان لہروں کو کیچ کررہا ہے، دل، دماغ، کان، ناک اور آنکھ، معدہ، جگر، سب جسمانی کل پرزے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنے اپنے وظیفہ حیات کے مطابق روحِ ہوائی کے وسیلے سے (جو چارجنگ کے مثل ہے) ان آفاقی لہروں کو اپنے اندر اتار رہے ہیں، اور اپنی سرگرمیاں دکھارہے ہیں۔

(جاری ہے)

www.idaraghufran.org

 مفتی محمد امجد حسین

نقدی خطاؤں کی میں شاہا! لے کے آیا ہوں

بغرض عمرہ حرم شریف (زادہ اللہ شرفاوکرامہ)

حاضری کے موقع پر موزوں ہوئے (مارچ 2017ء)

میں قلب بریاں چشم گریاں لے کے آیا ہوں		لانے کے قابل تھا یہ کچھ، سو لے کے آیا ہوں
احساس بے مائیگی پشتارے معاصی کے		توشہ یہی منزل بہ منزل ، لے کے آیا ہوں
بازارِ رحمت ہے گرم بخشش کے سودے سے		نقدی خطاؤں کی میں شاہا! لے کے آیا ہوں
عقل وخرد کی پونجی تھی ، حاصلِ زندگی		میقات پر کرنے فدا، سب لے کے آیا ہوں
بازیٔ عشق میں بچ سکا، دامن نہ گریباں ہی		وارفتگی میں نقد جاں بھی ، لے کے آیا ہوں
سر پہ کفن اوڑھے چلا ہوں ، در پہ آقا کے		سرکش رہا ، پیغامِ صلح ،لے کے آیا ہوں
در پہ ترے سر ہو مرا، دل میں ہو گھر تیرا		توفیق دے، ارماں بھرا دل، لے کے آیا ہوں
جس در پہ شاہوں کے لرزتے ہیں قدم یارو		اس در پہ دھرنے کو سر، لے کے آیا ہوں
بہتا لہو ہر سو ہے مسلم کا ، کیوں آخر		دکھڑا فلسطین و حلب کا ، لے کے آیا ہوں
جن کی دریدہ آنچلیں ، ہم کو جگا سکیں نہ		ان بیبیوں کے چاک دامن، لے کے آیا ہوں
برپا ہے اک کرب و بلا کا معرکہ ہر سو		میں فاطمی ذوقِ شہادت، لے کے آیا ہوں

اب دشتِ کربل ہی کہیں، ٹھہرا سکے شائد
یہ جو حُسیں !جذبوں کا لشکر ، لے کے آیا ہوں

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی محمد امجد حسین

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ ہے حرم ہے (قسط1)

مارچ کے مہینے میں (جمادی الاخریٰ ۳۸ھ) بندہ کو اپنی والدہ صاحبہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین اور عمرہ و طواف کی سعادت حاصل ہوئی، ڈیڑھ سال پہلے حج کی سعادت بھی بفضلہٖ تعالیٰ مل چکی ہے۔

حج وعمرہ کی کی روئیدادیں، حرمین کے متعلق تاثرات وتفصیلات اور سفرِ حرمین کے سفر نامے اردو میں بکثرت موجود ہیں، اور آئے دن اخبارات، رسائل و جرائد میں اہل علم وقلم اور اہل ذوق کے مقدس اسفار یا سفرِ سعادت کی یادداشتیں شائع ہوتی رہتی ہیں، اور بکثرت لوگ، عوام وخواص ہمارے اس خطے اور ان دیار کے ہر سال حج اور پورا سال عمرہ اور زیارات کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں، اس لیے حرمین شریفین اور مناسک حج وعمرہ وزیارات کے متعلق لوگ بہت کچھ جانتے ہیں۔

مجھے شائد اس حوالے سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں، رہے وارداتِ قلب اور کیفیات وجذبات کا اظہار، وہ میں نے اس سفر کے دوران نظم میں کیے ہیں، جو اسی شمارے میں شامل اشاعت ہے۔

لیکن میرے پیش نظر اور کچھ چیزیں ہیں جن کا سفرِ حج میں بھی اور اب عمرہ کے اس سفر میں بھی میں نے اثر لیا ،اس پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حرمین، آلِ سعود کے عہد میں

آلِ سعود کی موجودہ سلطنت حجاز ونجد وغیرہ جو سرزمین عرب کے کافی وسیع وعریض رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے اور اپنے پھیلاؤ اور جغرافیائی وسعت میں پاکستان سے زیادہ رقبے پر مشتمل ہے (جب کہ آبادی پاکستان کی نسبت بہت کم یعنی اڑھائی تین کروڑ ہے) اور خوشحال معیشت کی حامل ہے، اس کا آغاز پہلی جنگ عظیم کے بعد بیسویں صدی کے تیسرے عشرے میں ہوا، چند سال بعد اس سلطنت کی عمر سو (۱۰۰) سال کی ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ اس باوقار سلطنت کو پھلتا پھولتا اور خوشحال وفارغ البال ہی رکھے کہ حرمین کی خدمت و تعلق سے ہم عجمی مسلمان ان سے دینی ومذہبی وابستگی اور اپنائیت کا احساس رکھتے ہیں۔﴿ ☆ ۱ ﴾

خلیج فارس کے آر پار گرم محاذ

آج باقی عالم اسلام کی طرح پورے خلیج اور خصوصا سلطنت آل سعود کو بھی عالمی سامراج کے ہاتھوں کئی

www.idaraghufran.org

طرح کے چیلنج،خطرات ومشکلات درپیش ہیں۔مصر،عراق،فلسطین کے بعد آلِ سعود کے لیے آج ایران، یمن،،بحرین، لبنان اور حلب وشام کے گرم محاز بھی کھلے ہوئے ہیں، جن کو ان دیکھی قوتیں ٹھنڈا نہیں ہونے دیتیں۔گرمانے والے چومکھی جنگ میں امت کو الجھانے کے لیے ہر چار جانب پھیلے ہوئے ان سب محازوں کو اوران کے علاوہ کتنے ہی ان دیکھے محازوں اور معرکوں کو گرما بھی رہے ہیں۔بھڑکا، پھیلا اورالجھا بھی رہے ہیں﴿ ☆ ۲ ﴾بقول کسے:

نوارا تلخ ترمی زن چوں ذوقِ نغمہ کم یابی

خوداحتسابی کی ضرورت

آج پورے عالم اسلام کی طرح عرب ریاستوں کو خصوصاً آل سعود کو خود احتسابی کی اوراپنے گریبان میں جھانک کراپنے گھراوراپنی ذات کی ان کوتاہیوں اورخامیوں کو جن کو کہنا چاہیے۔ ع

اے بادصبا!ایں ہمہ آوردہ ءتست

کے مصداق ہیں، مشخص ومعین کرنے اور پھر دور کرنے کی ضرورت ہے۔

نوساڑھے نودہائیاں کسی سلطنت،سماج اورسوسائیٹی کے قیام،نشوونما،بقااورنشیب وفراز کے مراحل سے گزرنے کے لیے کچھ کم دورانیہ نہیں،یہ اتنا فیصلہ کن دورانیہ ہے کہ خود معاصر سلطنتوں اورسوسائیٹیوں پہ ذرا نظر دوڑائی جائے تو آپ کو دکھے گا کہ اسی عرصے میں جرمن اور جاپان، جنگ عظیم کے آگ وخون کے رستا خیز سمندر میں ڈوبنے کے بعد ابھرتے ہیں اور محض دو تین دھائیوں میں ہی اپنے آپ کو اس شان سے دوبارہ سنبھال لیتے ہیں کہ بیسویں صدی کی اقتصادی جنگ اور معاشی دوڑ میں عالمی قوتوں کو چیلنج کرنے لگتے ہیں۔﴿ ☆ ۳ ﴾

کیا پچاس (۵۰ء) کی دھائی اوراس کے بعد کی چند دھائیوں میں جاپان کی صنعت وتجارت میں گرم بازاری سے مشرق ومغرب کی منڈیاں پر رونق نہیں تھیں؟اورایشیاء کے آخری کونے میں آباد یہ ملک جس نے چالیس (۴۰ء) کے عشرے میں جنگ عظیم دوئم میں ہیروشیما اور ناگاسا کی جیسے قیامت خیز انسانی سانحوں کا سامنا کیا تھا﴿ ☆ ۴ ﴾یورپ اور پورے مغرب کے کارپوریٹ (Corporate) اورسرمایہ دارسسٹم کے کان نہیں کتر رہا تھا؟

یہی حال چین کا ہے جس کو پورا استقلال اورآزادی سرزمین پاک وہند کی آزادی واستقلال کے بھی بعد

www.idaraghufran.org

نصیب ہوئی ﴿ ☆ ۵ ﴾ اسی طرح پچھلی تین دھائیوں میں کوریا، تائیوان، سنگاپور، ملائیشیا اور تھائی لینڈ جیسے گمنام و بے نام ممالک ابھر کر دنیا کی معیشتوں اور عالمی اقتصادیات میں نمایاں پوزیشن کے حامل بن گئے اور مشرق و مغرب کی مارکیٹ اکانومی (Market Economy) میں اپنا جادو جگانے لگے۔ ﴿ ☆ ۶ ﴾

آل سعود کو قدرت نے سلطنت دینے کے ساتھ سیال سونے (پیٹرول) کے خزانے اور معدن بھی دیئے۔ ﴿ ☆ ۷ ﴾

اور ان کی خوش حال معیشت کا انتظام کیا، اس معاشی فارغ البالی اور وسائل کی دستیابی سے فائدہ اٹھا کر صنعتی دوڑ اور اکتشافات وایجادات کے میدان میں اترنے سے ان کو کس چیز نے باز رکھا؟ پیٹرول کی کمائی اور حج وعمرہ کی آمدن ان کے شہزادے اور اشرافیہ کہاں لے جاتے رہے؟

کیا علامہ اقبال نے یہ اشعار چین، جاپان، کوریا اور تائیوان کے لئے کہے تھے:

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا — کہ صبح وشام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمال صدق ومروت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

آل سعود کی تاریخ کے روشن نقوش

آل سعود نے جزیرہ نمائے عرب کے غالب حصہ بشمول ارض حجاز ونجد پر ایک منظّم وباجبروت شخصی سلطنت قائم کی اور اس کو پورے حوصلے سے ایک ایسے دور میں پروان چڑھایا اور بادشاہت سے ہٹ کر باقی نظام سلطنت کے لیے اسلام اور قرآن کو اپنا دستور اور ماٹو ومنشور بنایا جب کہ مشرق میں روسی اشتراکیت اور مغرب میں جمہوری دور کا دور دورہ ہو رہا تھا۔ ﴿ ☆ ۸ ﴾ بقول علامہ اقبال مرحوم:

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ — جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

اور خود مملکت سعودیہ کے ارد اگرد عرب ریاستوں اور عربی بولنے والی مملکتوں میں سوشلزم اور اشتراکیت کا بگل اور ناقوس پوری بلند آہنگی سے بج رہا تھا، عراق، مصر، شام، عدن، یمن، لبنان، سوڈان، الجیریا، صومالیہ اور گنی کی حکومتیں اشتراکی ہو چکی تھیں، پچاس کی دھائی سے روس کے ٹوٹنے تک کم وبیش چار دھائیوں پر مشتمل عرصے میں اس پورے خطے پر عرب نیشنل ازم اور اشتراکیت کا بھوت سوار رہا۔ ﴿ ☆ ۹ ﴾

www.idaraghufran.org

محمد عربی کی بجائے لینن اور سٹالن ان کے مائی باپ ﴿ ☆ ۱۰ ﴾ اور فکری امام وپیغمبر ٹھرے تھے، مکہ و مدینہ کے بجائے ماسکو و کریملن ﴿ ☆ ۱۱ ﴾ مصر کے جمال ناصر ﴿ ☆ ۱۲ ﴾ اور شام، عراق و لبنان کے بعثتی قیادت کا قبلہ وکعبہ تھے ﴿ ☆ ۱۳ ﴾ خدا کے قرآن کی بجائے، عرب نیشنلسٹ اور اشتراکی مارکس کے ''داس کیپیٹل'' اور ''کمیونسٹ مینی فیسٹو'' کو صحیفہ آسمانی ٹھہرا کر اس پر آمنا وصدقنا بھی کہہ چکے تھے، اور اسی کے لیے سمعنا واطعنا کا دم بھرتے تھے۔ ﴿ ☆ ۱۴ ﴾

اس زمانے کے ان دیار کے عربوں کی تازہ دم نسلیں

ورأيت الناس يد خلون فى دين الله افواجا

کے برعکس

ورايت الناس يخرجون من دين الله افواجا

کا عبرت ناک منظر دنیا کو دکھا رہے تھے۔

تو اپنی خودی گر نہ کھوتا

عرب نیشنلسٹوں کی فکری وتحریکی قیادت عیسائی اور ان کے بھائی کر رہے تھے، صحافت میں جرجی زیدان مصر کا عیسائی اور ادب ولٹریچر میں خلیل جبران، جس کے افکار پریشاں کو پاکستانی سوشلسٹوں نے اردو کا جامہ پہنا کر اپنے ملک میں بھی درآمد کرلیا تھا، لبنان کا عیسائی تھا، جس نے کہا تھا قرآن کی ادبی زبان کا جواب دیا جاسکتا ہے اور یہ کہ یہ الہامی خرافات کا مجموعہ ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ﴿ ☆ ۱۵ ﴾

نائف حواتمہ، جس نے کہا تھا حرمین شریفین مغربی سامراج کے اڈے، مذہبی خرافات کے مرکز اور مذہبی سامراج کے نشانات ہیں، یہ مشرقی اردن کا عیسائی بیرسٹر اور روسی اشتراکیت کا ترجمان تھا (شب جائے کہ من بودم، شورش کاشمیری)

برا ہو ۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کا، جس نے ایک ہی ہلّے اور ایک ہی دن بلکہ چند گھنٹوں میں عرب نیشنلزم کے غبارے سے ہوا نکال دی، ذرا سی سوئی چبھونے کی دیر تھی کہ ڈھول کا پول کھل گیا، عرب نیشنلزم ، عراق، شام اور مصر کی بعثتی واشتراکی تحریک جس کی قیادت جمال ناصر وغیرہ کر رہے تھے، اس کی ہانڈی صحرائے سینا اور گولان کی پہاڑیوں پر صیہونی اسرائیل کے ہاتھوں چولہا چڑھنے سے پہلے ہی پھوٹ گئی، اور وہ بھی بیچ چوراہے کے (مسلم ممالک میں اسلامیت ومغربیت کی کشمکش)

www.idaraghufran.org

پھر تو نیشلسٹوں کو سانپ سونگھ گیا، یہاں کے عربوں کو سمجھ آ گئی کہ امت مسلمہ کی آفاقی برادری سے رشتہ کاٹ کر عربیت اور روسی اشتراکیت کے گن گانے سے سوائے اس کے ان کو کیا ملا؟ ع

کھودا پہاڑ نکلا چوہا

کیا یہی دن دیکھنے اور اپنی رسوائی وڈھٹائی اور امت کی بدنامی کا تماشا دنیا کو دکھانے کے لیے بعثی اشرافیہ اور اشتراکی قیادت نے اس پورے خطے میں راسخ العقیدہ مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا اور اسلام اور اسلامیت کے آثار مٹانے پر کمر باندھ رکھی تھی، اور جمال ناصر نے یمن میں خانہ جنگی کرا کے خون کی ندیاں بہائی تھیں اور شیخ حسن البناء، سید قطب شہید اور اخوان المسلمون کی قدوسی صفات قائدین و کارکنوں کو سولیوں پر چڑھایا تھا اور ان کے خون سے ہولی کھیلی تھی؟ اور اخوانی نوجوانوں کی زندگیاں اور جوانیاں ٹارچر سیلوں اور زندانوں میں ادھیڑ کر رکھ دی تھیں؟

بأی ذنب قتلت

پہلی جنگِ عظیم (1914ء تا 1918ء) کے خاتمے اور سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ کے سقوط کے نتیجہ میں جب عالمی استعمال نے عرب خطوں کی بندر بانٹ کر کے ہر جگہ اپنے پٹھو مسلط کیے، اور مصر، لبنان، شام، عراق وغیرہ کو لادینیت کی راہوں پر ڈالا، اور ان خطوں کی جدید تعلیم یافتہ نسلیں لادینی فلسفوں اور نظاموں پر لٹو و فریفتہ ہوتی گئیں، تو اقبال مرحوم تلملا اٹھے تھے، ان کے دردمند دل سے یہ فریاد و شکوہ عرب نوجوانوں کو مخاطب کر کے ہی نشر ہوا تھا:

میں اصل کا خاص سومناتی آباء میرے لاتی ومناتی
تو سیدِ رسول ہاشمی کی اولاد میری کفِ خاک برہمن زاد
تو اپنی خودا گر نہ کھوتا زنّاری برگساں نہ ہوتا

جمال ناصر اور حسنی مبارک کی درندگیوں کی یہی تاریخ صیہونی و صلیبی گماشتے موجودہ مصری فوجی ڈکٹیٹر حسین طنطاوی نے جولائی ۲۰۱۳ء میں دوبارہ قاہرہ کے التحریر اسکوائر میں دہرائی۔ والی اللہ المشتکی۔ ﴿ ☆ ١٦ ﴾

رہے گا کوئی تو تیغ ستم کی یادگاروں میں میرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزاروں میں

اردگرد کے اس نقشے میں آل سعود کی مملکت کا تمام مشکلات سے نبرد آزما ہو کر سرخرو رہنا، اسلام کے ساتھ

www.idaraghufran.org

اور اسلامی نظام کے ساتھ اپنی وابستگی پر کوئی سمجھوتہ نہ کرنا مسلم امہ کے ساتھ بھائی چارگی، تعاون اور دینی، تمدنی، تہذیبی ہم آہنگی کی فضا کو فروغ دینا، قابل صد تحسین امر ہے۔

اس طرح حرمین شریفین کی جدید سے جدید وسائل اور سہولیات سے آراستہ عمدہ، وسیع وعریض اور تاریخ ساز تعمیرات ، زائرین حج وعمرہ کے لیے ممکنہ حد تک بہترین انتظامات، راحت وآرام اور سہولیات کی فراہمی، یہ سب مملکت سعودیہ کے قابل رشک اقدامات وخدمات ہیں۔ اللہ تعالی ان کو اس کا شایانِ شان بدلہ اور اجر عطا فرمائے۔

عالمِ اسلام کی سطح پر دینی تعلیم کے فروغ کے لیے مدینہ یونیورسٹی، مکہ کی ام القری یونیورسٹی، پاکستان میں اسلامی یونیورسٹی اور کچھ علمی اکیڈمیاں وتحقیقاتی ادارے جن کے ساتھ مملکت سعودیہ دامے، درمے، سخنے، قدمے امداد کرتی ہیں۔

خود سعودیہ میں جدہ فقہ اکیڈمی جیسا مؤقر ادارہ جو عالم اسلام کی سطح پر دینی رہنمائی، جدید چیلنجز اور نئے پیش آمدہ حالات میں امت کی رہنمائی کرتا ہے اور پالیسی ساز اقدامات وسفارشات کرتا ہے۔ ﴿ ☆ ۱۷ ﴾

یہ سب بھی اور اس کے علاوہ اور بہت سی رفاہی خدمات اور آفات وغیرہ کے مواقع پر اسلامی دنیا میں مالی تعاون مملکت سعودیہ کی سنہری تاریخ ہے۔

مملکت سعودیہ کے قیام کے بعد سلطانی قہر وجبر کے آہنی ہاتھوں نے جس طرح حجاز وغیرہ میں حجاج و زائرین کو صدیوں سے جاری بدھوؤں اور وحشی قبائل کی لوٹ مار اور نہب وسلب سے محفوظ کیا، راستوں کو اور ملک کے چپے چپے کو امن کا گہوارہ بنادیا۔ ﴿ ☆ ۱۸ ﴾

سیاسی انتشار، تفرقہ اور پارٹی بازی، بدامنی اور میڈیا کی بلیک میلنگ وماڈرن دہشت گردی جیسی چیزیں جو آج بہت سے اسلامی ملکوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہیں اور انہی راستوں سے عالمی سامراج نے مسلمان ملکوں اور ان کی حکومتوں کو کمزور اور اپنا دست نگر رکھا ہے۔ ﴿ ☆ ۱۹ ﴾

مملکت سعودیہ ان لعنتوں اور قباحتوں سے قہر سلطانی کے زیر اثر غالب حد تک محفوظ ہے، باقی چوری چھپے اور اندر ہی اندر جو خوش عیشی، جنسی اوباشی وغیرہ بے اعتدالیاں ہیں، ان سے آج کون سا معاشرہ وسماج محفوظ ہے؟ ان کے ہاں تو اس کا اہم سبب دولت واسباب عیش کی ریل پیل بھی ان کے لیے کافی حد تک عذر لنگ ہے، ﴿ ☆ ۲۰ ﴾ البتہ ماتحتوں خصوصا غیر ملکی ملازمین کے ساتھ سختیاں اور معاشی حق تلفیاں اور ان کو دوسرے درجے کا شہری بنائے رکھنا ﴿ ☆ ۲۱ ﴾ یہ مملکت سعودیہ کے لیے قابل اصلاح چیز ہے۔ (جاری ہے)

www.idaraghufran.org

مقالات و مضامین

مفتی محمد ناصر

گالی گلوچ زبان کا ایک بڑا گناہ

زبان، انسان کے جسم کے اعضاء میں ایک چھوٹا سا عضو ہے، مگر اس عضو سے انسان کی دنیا وآخرت کے بڑے بڑے فیصلے ہوتے ہیں، اور درحقیقت آخرت کا سنورنا یا بگڑنا بھی دنیا کی زندگی پر موقوف ہے، اس اعتبار سے جو لوگ دنیا میں زبان کا غلط استعمال کرتے ہیں، وہ اپنی دنیا بھی برباد کرتے ہیں، اور اسی کے ساتھ آخرت بھی اُن کی برباد ہوتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی اصلاح کرنے پر بہت تاکید فرمائی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ بنی آدم کی اکثر خطائیں زبان سے سرزَد ہوتی ہیں (طبرانی کبیر، حدیث نمبر، باب العین، باسناد حسن، الترغیب والترہیب للمنذری)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ صبح کے وقت تمام اعضاء، زبان سے اللہ سے ڈرنے کی درخواست کرتے ہیں، اور زبان سے کہتے ہیں کہ اگر تو ٹھیک رہی، تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے، اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی، تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے (ترمذی، حدیث نمبر۲۴۰۷، مسند احمد، حدیث نمبر۱۱۹۰۸؛ إسنادہ حسن، حاشیہ مسند احمد)

کیونکہ زبان تو اپنا کام کرکے منہ کے اندر بند ہوجاتی ہے، اس کے بعد جو کچھ نقصان ہوتا ہے، وہ دوسرے اعضاء کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جسم میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں، جو زبان کی شکایت نہ کرتی ہو (مسند ابو یعلیٰ موصلی، حدیث نمبر۵، رواہ أبو یعلی، ورجالہ رجال الصحیح غیر موسی بن محمد بن حیان، وقد وثقہ ابن حبان، مجمع الزوائد)

مطلب یہ ہے کہ جسم کے تمام اعضاء زبان کے فساد و بگاڑ کی شکایت کرتے ہیں، کیونکہ زبان کے فساد و بگاڑ کے نتیجہ میں بعض اوقات ذہنی، قلبی، جسمانی، مالی ہر طرح کی ایذاء وتکلیف اُٹھانی پڑجاتی ہے، بعض اوقات لڑائی جھگڑے سے جسم کا کوئی حصہ، زخمی، یا مفلوج ومعذور اور بعض اوقات قتل وقتال کی نوبت آجاتی ہے، پورا جسم چھلنی ہوجاتا ہے، اور اس کا سبب زبان بنتی ہے۔

اور جس طرح دنیا میں زبان کی وجہ سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسی طرح آخرت کے سنوارنے اور بگاڑنے میں بھی زبان کا بڑا دَخل ہے۔

www.idaraghufran.org

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں کو اُن کے چہروں کے بَل یا اُن کی ناکوں کے بَل صرف اُن کی زبانوں کی کھیتیاں ہی (جہنّم کی) آگ میں گرائیں گی (ترمذی، حدیث نمبر ۲۶۱۶، ہذا حدیث حسن صحیح)

کھیتیاں اس لئے کہا گیا کہ زبان گویا کہ کھیتی باڑی کی طرح ہے، دنیا میں زبان کو استعمال کر کے گویا کھیتی کی جاتی ہے، جس کی اچھی یا بُری فصل آخرت میں تیار ہو کر سامنے آجائے گی۔

زبان کے ذریعہ جو بڑے بڑے گناہ سرزد ہوتے ہیں، اُن میں ایک بڑا گناہ گالی گلوچ بھی ہے، گالی گلوچ کو عربی زبان میں سبّ وشتم کہا جاتا ہے۔

اسلام میں گالی گلوچ، سبّ وشتم اور لعن طعن کو اتنا ناپسند کیا گیا ہے، کہ ایک حدیث میں شیطان کو گالی دینے سے بھی منع کر دیا گیا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَسُبُّوا الشَّیْطَانَ فَإِنَّہٗ یَتَغَیَّظُ، وَلٰکِنْ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ شَرِّہٖ (فوائد تمام الرازی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شیطان کو گالی نہ دو، اس سے وہ غیظ وغضب میں آجاتا ہے (اور مزید گمراہ کرنے کے درپے ہو جاتا ہے) البتہ تم اللہ عزوجل کے ذریعہ سے اس کے شر سے پناہ طلب کرو (اس سے اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے) (فوائد تمام)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنْتُ رَدِیْفَہٗ عَلٰی حِمَارٍ، فَعَثَرَ الْحِمَارُ، فَقُلْتُ : تَعِسَ الشَّیْطَانُ، فَقَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَقُلْ : تَعِسَ الشَّیْطَانُ، فَإِنَّکَ إِذَا قُلْتَ : تَعِسَ الشَّیْطَانُ، تَعَاظَمَ الشَّیْطَانُ فِیْ نَفْسِہٖ، وَقَالَ : صَرَعْتُہٗ بِقُوَّتِیْ، فَإِذَا قُلْتَ: بِسْمِ اللّٰہِ، تَصَاغَرَتْ إِلَیْہِ نَفْسُہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ أَصْغَرَ مِنْ ذُبَابٍ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۵۹۱، حدیث صحیح)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھا، اچانک سواری کو ٹھوکر لگ گئی، تو میں نے کہا کہ شیطان کا ناس ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ نہ کہو کہ شیطان کا ناس

---

[1] رقم الحدیث ۷۷۸، جزء یحییٰ بن معین، رقم الحدیث ۲۹.
ھذا إسناد صحیح، رجالہ ثقات (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۲۴۲۲)

www.idaraghufran.org

ہو، کیونکہ جب تم یہ کہو گے، تو شیطان اپنے آپ میں بڑا ہو جائے گا (یہاں تک کہ گھر اور کمرہ کی طرح ہو جائے گا) اور کہے گا کہ میں نے اپنی طاقت سے اس (کے جانور کو ٹھوکر لگوا کر اس) کو گرایا ہے پس جب تم بسم اللہ کہو گے، تو شیطان بہت چھوٹا ہو جائے گا، یہاں تک کہ مکھی سے بھی چھوٹا ہو جائے گا (احمد)

اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ شیطان کو گالی دینے سے وہ گھر کی طرح (پھیل کر) خود کو بڑا سمجھنے لگتا ہے

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۹۸۲)

شیطان کو گالی گلوچ اور سبّ وشتم کرنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ اس کی وجہ سے اس کے ضرر ونقصان سے نجات نہیں ملتی، بلکہ اس کی شرارت اور قوت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنے لگتا ہے، اور بلاوجہ اپنی زبان سے ایک بے ہودہ لفظ کہنا لازم آتا ہے، اس کے بجائے ''اعوذ باللہ'' یا ''بسم اللہ'' کہنا چاہئے، جس سے شیطان کا زور ٹوٹ جائے۔

مسلمان کو گالی دینا بہت بُرا عمل ہے، کیونکہ یہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، گالی دینے سے طعنہ دینے اور عیب لگانے کا گناہ بھی ہوتا ہے، چاہے وہ عیب دوسرے میں موجود ہو یا نہ ہو، اور طعنہ دینے اور عیب لگانے والوں کے لئے قرآن مجید میں ''ویل'' اور ہلاکت کی وعید سُنائی گئی ہے، گالی دینے میں تہمت لگانے کا گناہ بھی ہوتا ہے، چنانچہ جو لوگ ماں، بہن کی گالیاں دیتے ہیں، وہ گویا دوسرے پر ماں بہن کے ساتھ بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں، گالی دینے میں حدیث کی رو سے جھوٹ بولنے کا گناہ بھی ہوتا ہے، گالی دینے میں بداخلاقی کا گناہ بھی شامل ہے، گالی دینے میں مسلمان کی تحقیر اور تذلیل کرنے کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے، جس پر احادیث میں مستقل وعیدیں آئی ہیں، اور مسلمان کی تحقیر کرنا ایمان کے بھی خلاف ہے، گالی گلوچ بَددُعا کی ایک قسم بھی ہے، جب ایک آدمی دوسرے کو گالی دیتا ہے، تو گویا وہ دوسرے کے لئے بَددُعا کرتا ہے، اور دوسروں کے لئے بَددُعا کرنا، جبکہ وہ اپنا قریبی ہو، اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے مترادف اور بے برکتی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، اور گالی دیتے ہوئے لعنت بھیجنا اور بھی زیادہ بُرا اور گالی دینے والے کے ایمان کے لئے خطرناک ہے۔

غرضیکہ گالی گلوچ کئی بڑے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے، معاشرے میں بے برکتی اور بے سکونی کا ہر کوئی رونا رو رہا ہے، اور اس کے اسباب پر غور نہیں کیا جا رہا، حالانکہ بے برکتی اور بے سکونی کا ایک بڑا سبب گالی گلوچ

www.idaraghufran.org

والا رویّہ بھی ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں گالی گلوچ اتنا عام ہے، کہ باپ اپنے بیٹے کو، شوہر اپنی بیوی کو، بھائی اپنے بھائی کو، مالک اپنے ملازم کو، استاد اپنے شاگرد کو، غرضیکہ جن کے ساتھ صبح شام اور دن رات کا اُٹھنا بیٹھنا ہے، اُنہی کو ہی گالی گلوچ کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اور اس کو کوئی بُرا کام سمجھا ہی نہیں جاتا، بلکہ بعض لوگ تو گالی گلوچ کو بالخصوص والدین کا اپنی اولاد کو گالی دینا اولاد کے حق میں فائدہ کی چیز سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ:

''باپ کی گالیاں، گھی کی نالیاں''

گویا باپ کا اپنی اولاد کو گالیاں دینا، اُن کے حق میں گھی کی نالیاں اور فائدہ مند چیز ہے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے (بخاری، حدیث نمبر ۴۸، کتاب الایمان) اور مسلمان کے مفہوم میں جس طرح اجنبی لوگ داخل ہیں، اسی طرح اپنے عزیز اور اولاد بھی داخل ہے، لہٰذا گالی دینے کے فسق کا گناہ ہونا اس صورت میں بھی پایا جاتا ہے۔

''فسق'' اللہ تعالیٰ کی ایسی نافرمانی کو کہا جاتا ہے، جو شدید گناہ ہو، جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو سبّ وشتم اور گالی گلوچ کرنا، اللہ تعالیٰ کی سخت نافرمانی اور گناہ میں داخل ہے، خواہ گالی گلوچ نیک وشریف آدمی کو کی جائے، یا گناہ گار مسلمان عامی شخص کو یا حکمران کو، کیونکہ حدیث میں مسلمان کو گالی دینا گناہ قرار دیا گیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو مسلمان کو گالی دینا فسق اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی قرار دے رہے ہیں، تو پھر گالی دینا کیسے فائدہ مند ہوسکتا ہے؟ گالی کو فائدہ مند سمجھنا جہالت اور دین کے علم سے دُوری کی وجہ سے ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْـمُسْتَبَّـانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاتَرَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۷۲۶، مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۴۸۹، إسناده صحيح على شرط مسلم)

ترجمہ: آپس میں گالی دینے والے دونوں شخص شیطان ہوتے ہیں جو کہ بیہودہ بکتے ہیں، اور جھوٹ بولتے ہیں (ابنِ حبان، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے شیطانی خصلت اور عادت کے مالک، جھوٹے اور بکواس کرنے والے ہوتے ہیں، وہ اس طرح کہ ایک دوسرے کو بڑھ چڑھ کر گالی دیتے ہیں، اور حیاء وغیرت سے کام نہیں لیتے، خلاصہ یہ کہ سبّ وشتم اور گالی گلوچ کرنا اسلام میں بہت بُری خصلت شمار کی گئی ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

www.idaraghufran.org

Islamic Montessori
& School System

ادارہ غفران
کے زیرِ انتظام

قائم شدہ ۱۴۳۳ھ، 2012ء

تعمیرِ پاکستان سکول

جدید تعلیم قومی اور دینی سوچ کے ساتھ

English
Medium for
Boys & Girls

نمایاں خصوصیات

- چھوٹے بچوں کے لئے مونٹیسوری اور جدید ترین طریقۂ تعلیم
- خوبصورت کھلونوں اور جھولوں سے آراستہ ماحول
- معیاری تعلیم اور اخلاقی تربیت ساتھ ساتھ
- انگلش اور عربی پر خصوصی توجہ
- تعلیم یافتہ اور با اخلاق عملہ
- نصابی سرگرمیوں کے ساتھ عملی غیر نصابی سرگرمیاں
- طلبہ/ طالبات کی خوبصورت لکھائی (Hand Writing) پر خصوصی توجہ
- ابتداء سے ہی سلیبس کے حصہ کے طور پر دینی تعلیم، قاعدہ، ناظرہ قرآن مجید، اور جزوی حفظِ قرآن مجید
- کمپیوٹر کی تعلیم عملی مشق (Practical) کے ساتھ

پلے گروپ سے جماعت پنجم تک
داخلے جاری ہیں

15/ مارچ 2017ء سے نئے تعلیمی سال (2017-18) کا آغاز ہوگا۔ ان شاء اللہ

محلّہ سلطان پورہ، چاہ سلطان، عقب PSO پٹرول پمپ، راولپنڈی
Phone No: 051-5780927

www.idaraghufran.org

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۰۱ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن عبدالغنی بن محمد بن ابی القاسم بن تیمیہ حرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۳۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۰۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن یوسف بن انصاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۱۳۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۰۳ھ: میں حضرت ابوسعید عبدالسلام بن عبدالخالق بن عبدالسلام بن سعید بن علوان بعلبکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۳۹۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۰۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالکریم بن علی بن احمد مقری دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۲۲۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۰۵ھ: میں حضرت حرمیۃ بنت ناصر بن عبدالدائم مقدسیۃ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۲۲۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۰۶ھ: میں حضرت ابوالامانۃ جبریل بن محمود بن حسن تلاوی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۲۰۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۰۸ھ: میں حضرت فاطمہ بنتِ مقری سلیمان بن عبدالکریم بن عبدالرحمٰن انصاری دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۱۰۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۱۲ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن سلیمان بن مروان بن علی بن بعلبکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۴۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۱۳ھ: میں حضرت ابوعمرو عثمان بن محمد بن عثمان بن ابی بکر مغربی توزری مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۴۳۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۱۴ھ: میں حضرت ابوالفضل عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالکریم معری بعلبکی فامی زیات رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۸۵)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۱۶ھ: میں حضرت ام عبداللہ زینب بنتِ عبدالباقی بن علی بن عبدالباقی صالحیۃ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۵۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۱۸ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن احمد بن تمام بن حسان بارع زاہد صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۱۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۲۰ھ: میں حضرت ابوبکر بن احمد بن محمد بن نجیب خلاطی مقری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۴۰۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۲۱ھ: میں حضرت ابوبکر بن مکی بن محمد بن مسلم دمشقی حارثی جندی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۴۲۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۲۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابوحفص عمر بن احمد بن عبدالدائم بن مقدسی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۵۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۲۳ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن طغبا مقری صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۴۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۲۴ھ: میں حضرت احمد بن علی بن زبیر بن سلیمان قاضی جیلی دمشقی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۷۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۲۵ھ: میں حضرت ابوالمعالی محمد بن عبداللہ بن حسین بن علی شافعی اربلی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۱۹۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۲۶ھ: میں حضرت ام فاطمہ ست الفقہاء بنتِ ابواسحاق ابراہیم بن علی الواسطی رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۸۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۳۰ھ: میں حضرت نجم الدین محمد بن محمد بن عبداللہ عدل عسقلانی شروطی دمشقی رحمہ الہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۷۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۳۴ھ: میں حضرت ابواسحاق براہیم بن یحیٰی بن احمد دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۱۶۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۳۸ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن صالحی قامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۷۴)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:17) — مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

خیرخواہی، بردباری اور تحمل مزاجی میں مقامِ ابوحنیفہ

شاگردوں کو قیمتی نصائح

آپ وقتاً فوقتاً مالی امداد کے ساتھ ساتھ، اپنے اصحاب اور تلامذہ کی خیرخواہی اور کامیابی کے لیے، ان کو اپنے تجربات اور قیمتی نصائح سے بھی نوازتے رہتے تھے۔

چنانچہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن بارش ہورہی تھی، اور ہم امام صاحب کے حلقۂ درس میں، ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے، حاضرین میں داؤد طائی، قاسم بن معن، عافیہ بن یزید، حفص بن غیاث، وکیع بن جراح، مالک بن مغول اور زفر بن ہذیل تھے، آپ نے ہماری طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، میں نے تمہیں تفقہ فی الدین میں اس قابل بنا دیا ہے کہ لوگ تمہاری اتباع میں دوڑتے ہوئے آئیں گے، اور تمہارے منہ سے نکلی ہوئی ایک ایک بات کو تلاش کرتے ہوں گے، تم میں سے ہر ایک عہدۂ قضاء کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر، اور جو عظیم الشان علم اس نے تمہیں اپنے پاس سے عطا کیا، اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس علم کو ذریعہ معاش مت بنانا۔

اور اگر تم میں سے کوئی عہدۂ قضاء کی آزمائش میں مبتلا ہو جائے، اور پھر وہ اپنے اندر کوئی خرابی محسوس کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو، اور عوام اس سے بے خبر ہوں، تو اس کے لیے منصبِ قضاء پر رہنا جائز نہیں، اور اس سے حاصل شدہ وظیفہ (وآمدنی) پسندیدہ نہیں۔

اور اگر مجبوراً اس منصب کو سنبھالنا پڑے، تو عوام سے بے تعلق نہ ہو۔

اور اپنے محلّہ کی مسجد میں لوگوں کے ساتھ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا، اور ہر نماز کے بعد اور خاص طور پر عشاء کی نماز کے بعد ان سے ان کی ضروریات کے بارے میں پوچھنا (اگر کوئی ضرورت مند مل جائے، تو اس کی مدد کرنا) اور پھر اپنے گھروں کو جانا۔

اور اگر کبھی کسی بیماری کی وجہ سے مجلسِ قضاء سے غیر حاضر رہو، تو اس دن کی تنخواہ ساقط کر دینا، اور جو امام بھی

www.idaraghufran.org

فیصلہ میں ناانصافی کرے، تو اس کی امامت باطل ہو جائی گی، اور اور اس کا فیصلہ جائز اور قابلِ قبول نہ ہوگا۔ ؎

امام ابو یوسفؒ کے بیان کردہ مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ اپنے تلامذہ پر خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے، اور وقتاً فوقتاً ان کو قیمتی نصائح سے آگاہ کرتے رہتے تھے، آپ نے دین کی نشر و اشاعت میں خود کو بھرپور طریقہ سے وقف کر رکھا تھا، اور اس علم کو آگے پھیلانے کے لیے آپ سخت جان و محنت سے کام لیتے، آپ کی اسی محنت و لگن کے باعث آپ کے تلامذہ اس قابل تھے کہ ان میں سے ہر ایک عہدۂ قضا کی صلاحیت رکھتا تھا، اور دین کی سمجھ بوجھ اور تفقہ فی الدین میں بھی اس قدر آگے تھے کہ جس کا اظہار آپ نے مذکورہ واقعہ میں خود سے بھی کیا، اور ساتھ ہی قیمتی نصائح سے نوازا، اور اس کے برخلاف کاموں سے منع فرمایا۔

حاسدین و منکرین

آپ کی زندگی کے تمام پہلو واضح اور اس قدر پرکشش تھے کہ ہر طبقہ کے لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے، علماء، فقہاء، صوفیین، متکلمین، امیر و غریب، غرضیکہ سب ہی گرویدہ تھے، اس لیے آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا، تاہم دنیا کی پرانی رِیت کے مطابق دوسری طرف بہت سے فرقِ باطلہ اور اسلام مخالف سرگرمیوں میں ملوث لوگوں نے آپ کے خلاف حسد اور بدخواہی کا طوفان بھی برپا کیا، اور وقت ضایع کیے بغیر طرح طرح کے الزامات بھی لگائے، ائمہ متبوعین کے خلاف بغض و عداوت اور حسد کا طوفان آج بھی برپا کیا جاتا، اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرنے کا رواج آج بھی ہے، تاہم ائمہ متبوعین میں کسی امام کے خلاف بغض و عداوت کا اتنا بڑا اور مسلسل طوفان نہیں اٹھایا گیا، جتنا طویل طویل طوفان، تحریک کے طور پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف برپا کیا گیا، اور اس کے برخلاف آپ کا مذہب اسی لحاظ سے پھیلتا گیا، اور سب سے پہلے فقہ و اجتہاد کی باقاعدہ تدوین بھی آپ کے ہاتھوں سے ہی ہوئی، پھر فقہ مالکی،

؎ حسن بن زیاد ، سمعت أبا یوسف، یقول: اجتمعنا عند أبی حنیفة فی یوم مطیر فی نفر من أصحابه منهم: داود الطائی، والقاسم بن معن، وعافیة بن یزید، وحفص بن غیاث، ووکیع بن الجراح، ومالک بن مغول، وزفر، فأقبل علینا بوجهه، وقال: " أنتم مسار قلبی، وجلاء حزنی، وأسرجت لکم الفقه وألجمته، وقد ترکت الناس یطئون أعقابکم، ویلتمسون ألفاظکم ما منکم واحد إلا وهو یصلح للقضاء، فسألتکم بالله وبقدر ما وهب الله لکم من جلالة العلم ما صنتموه عن ذلک الاستئجار، وإن بلی أحد منکم بالقضاء، فعلم من نفسه خربة سترها الله عن العباد لم یجز قضاؤه، ولم یطب له رزقه، فإن دفعته ضرورة إلی الدخول فیه، فلا یحتجبن عن الناس، ولیصل الخمس فی مسجده، وینادی عند کل صلاة: من له حاجة؟ فإذا صلی العشاء نادی ثلاثة أصوات: من له حاجة؟ ثم دخل إلی منزله، فإن مرض مرضا لا یستطیع الجلوس معه أسقط من رزقه بقدر مرضه، وأیما إمام غل فیئا أو جار فی حکم، بطلت إمامته ولم یجز حکمه (مناقب الامام للذهبی، ص ۲۸)

www.idaraghufran.org

شافعی اور حنبلی فقہ کی تدوین ہوئی۔ [1]

مگر آپ نے ان حاسدوں، بدخواہوں اور دشمنوں کے جواب میں ہمیشہ دعا دینے اور عفوودرگزر کا روّیہ رکھا، اور حکمتِ عملی سے کام لیا۔

آپ کے ایک شاگرد یوسف بن خالد سمتی جب آپ سے اپنی تعلیم مکمل کرکے، واپس اپنے شہر بصرہ جانے لگے، تو آپ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ جب تم بصرہ پہنچ جاؤ، تو اپنا حلقۂ درس بنانے میں جلد بازی مت کرنا، اس لیے کہ وہاں اس سلسلہ میں پہلے سے ایک جماعت موجود ہے، اور نہ ہی یہ کہنا کہ ''قال ابو حنیفة'' کہ ''ابوحنیفہ نے یہ کہا، یا یہ ابوحنیفہ کا قول ہے'' ورنہ تمہیں بہت جلد اپنے حلقہ درس سے اٹھنا پڑے گا، مگر یوسف سمتی نے بصرہ جا کر اپنا حلقہ درس جاری کرنے میں جلدی کی، اور ''قال ابو حنیفه'' کہنا شروع کردیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے ان کا حلقہ درس ختم کروادیا۔

اس کے بعد جب زفر بن ہذیل بصرہ گئے، تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشورہ کے مطابق اپنا حلقۂ درس جاری کرنے میں جلد بازی نہیں کی، بلکہ وہاں کے علماء اور مشائخ کی مجلس میں بیٹھنا شروع کیا، اور ان کے اقوال وآراء کی تائید میں ایسے دلائل بیان کیے کہ جس سے علمائے بصرہ بے خبر تھے، اور ان سے خوش اور مطمئن بھی ہوتے تھے، اس کے بعد زفر ان سے کہتے کہ اس سے بہتر (اس مسئلہ میں) ایک قول اور بھی ہے، اور پھر اس کو دلائل اور براہین کے ساتھ بیان کرتے، پھر جب یہ قول ان کے دل میں اچھی طرح بیٹھ جاتا، اور وہ اس کو پسند کرنے لگاتے، تو امام زفر ان کو بتاتے کہ یہ ابوحنیفہ کا قول ہے (یعنی یہ بات ابوحنیفہ کی کہی ہوئی ہے) وہ اس کے جواب میں کہتے ''هو قول حسن لا نبالی من قال به'' یعنی یہ قول بہت اچھا ہے، اور ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ کس نے یہ قول کہا ہے، اس طرح زفر بن ہذیل عرصہ دراز تک ان حضرات کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ ان کو ابوحنیفہ کے اقوال سے آگاہ ومطمئن کرتے رہے۔ [2]

---

[1] ویلیه الإمام مالک، ویلیه الإمام الشافعی، ویلیه الإمام أحمد بن حنبل، وأقصرهم ذلک بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره، فکما کان مذهب الإمام أبی حنیفة أول المذاهب المدونة تدوینا، فکذلک یکون آخرها انقراضا، وبذلک قال أهل الکشف (مکانة الامام فی الحدیث، لمحمد عبد الرشید النعمانی، ص ٥٧، تحت: کثرة أتباع أبی حنیفة واشتهار مذهبه فی الآفاق)

[2] یوسف بن خالد السمتی من البصرة الی الکوفة فتفقه عند ابی حنیفة فلما اراد الخروج الی البصرة قال له ابو حنیفة اذا صرت الی البصرة فانک تجیء الی قوم قد تقدمت لهم الرئاسة فلا تعجل بالقعود عند اسطوانة واتخاذ حلقة ثم تقول قال ابو حنیفة وقال ابو حنیفة فانک اذا فعلت ذلک لم تلبث حتی تقام قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس چشم پوشی اور احتیاط کے باوجود آپ زندگی بھر یہ سب برداشت کرتے رہے، اور یوں اپنے دل کی صفائی دینے کے ساتھ ساتھ حاسدین کو دعا دیتے رہے۔

اور فرماتے ''اے اللہ! جس کا سینہ ہماری وجہ سے تنگ ہو، تو ہمارے دلوں کو اس کے لیے وسیع بنا دے'' اور

''من أبغضني جعله الله مفتيا'' یعنی ''جو شخص مجھ سے عداوت رکھتا ہو، اللہ اس کو مفتی بنا دے''

یزید بن کمیت کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آپ کو برا بھلا کہا، اور کافر اور زندیق جیسے لفظ بھی کہہ گیا، آپ نے اس سے کہا کہ اللہ تم کو معاف کرے، وہ خوب جانتا ہے کہ میں وہ نہیں ہوں، جو تم کہہ رہے ہو۔ [1]

ایک دفعہ آپ کوفہ کی جامع مسجد میں درس دے رہے تھے، ایک شخص مسجد کے گوشہ میں کھڑا آپ کو برا بھلا کہہ رہا تھا، آپ سب کچھ سنتے رہے، اور پڑھاتے رہے، اور شاگردوں کو بھی بات کرنے سے منع کر دیا، جب فارغ ہو کر باہر نکلے، تو وہ شخص بھی پیچھے پیچھے چل دیا، جب آپ اپنے گھر پہنچے، تو آپ نے اس شخص سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے، اگر تمہاری بات پوری نہ ہوئی ہو، تو آ کر پوری کر لو، ڈرنے کی ضرورت نہیں، آپ کی بردباری اور تحمل مزاجی دیکھ کر وہ شخص شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا۔

اور یزید بن ہارون کا بیان ہے کہ ہم نے ابوحنیفہ جیسا بردباد اور تحمل مزاج شخص کسی کو نہیں دیکھا۔ [2]

معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندے برا بھلا کہنے کے بجائے مصائب پر صبر کرتے ہیں، اور دنیا کی تکالیف کو بخوشی سہتے ہیں، اور مخالفین ومنکرین کو جواب دینے کے بجائے، ان سے اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں، ان کی ہدایت کے لیے دعا کرتے ہیں، اور یہی طریقہ انبیائے کرام کی سنت بھی رہی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فخرج يوسف فاعجبته نفسه وجلس عند اسطونتة وقال قال ابو حنيفة قال فاقاموه من المسجد فلم يذكر احد ابا حنيفة حتى قدم زفر البصرة فجعل يجلس عند الشيوخ الذين تقدمت لهم الرئاسة فيحتج لأقوالهم بما ليس عندهم فيعجبون من ذلك ثم يقول ههنا قول آخر احسن من هذا فيذكره ويحتج له ولا يعلم انه قول ابى حنيفة فاذا حسن فى قلوبهم قال فانه قول ابى حنيفة فيقولون هو قول حسن لا نبالى من قال به فلم يزل بهم حتى ردهم الى قول ابى حنيفة (اخبار ابى حنيفة و اصحابه، ص ١١٠)

[1] سهل بن مزاحم..... كان أبو حنيفة يكثر من قول اللهم من ضاق بنا صدره فإن قلوبنا قد اتسعت له (تاريخ بغداد لابى بكر خطيب البغدادى، ج٦، ص ١٠٧)

أبو نعيم قال سمعت أبا حنيفة يقول من أبغضنى جعله الله مفتيا (اخبار ابى حنيفة و اصحابه، ص ٤٩)

يزيد بن كميت، سمعت أبا حنيفة وشتمه رجل واستطال عليه، وقال له: يا كافر يا زنديق، فقال أبو حنيفة: غفر الله لك، هو يعلم منى خلاف ما تقول (مناقب الامام و صحابيه للذهبى، ص ٢٥)

[2] يزيد بن هارون، يقول: ما رأيت أحدا أحلم من أبى حنيفة (مناقب الامام و صحابيه للذهبى، ص ٢٥)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط9) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چند اوصاف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رات کی عبادت

حضرت عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: وَاللهِ مَا نَكَحْتُهَا حِينَ نَكَحْتُهَا رَغْبَةً فِي مَالٍ، وَلَا وَلَدٍ، وَلَكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تُخْبِرَنِي عَنْ لَيْلِ عُمَرَ، فَسَأَلَهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ عُمَرَ بِاللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي الْعَتَمَةَ، ثُمَّ يَأْمُرُنَا أَنْ نَضَعَ عِنْدَ رَأْسِهِ تَوْرًا مِنْ مَاءٍ وَنُغَطِّيهِ، وَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَضَعُ يَدَهُ فِي الْمَاءِ، فَيَمْسَحُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ يَذْكُرُ اللهَ تَعَالَى مَا شَاءَ أَنْ يَذْكُرَ، ثُمَّ يَتَعَارُّ مِرَارًا حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى السَّاعَةِ الَّتِي يَقُومُ فِيهَا لِصَلَاتِهِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۸۳۳۵) [1]

ترجمہ: انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کسی زوجہ سے (اُن کے وصال کے بعد) نکاح کیا، اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے اُن سے کسی مال یا اولاد کی وجہ سے نکاح نہیں کیا، بلکہ (اس لئے نکاح کیا ہے کہ مجھے) عمر رضی اللہ عنہ کی رات (کی عبادت) کے بارے میں معلوم ہو، چنانچہ عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ سے معلوم کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رات کی نماز کیسی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ رات کو عشاء کی نماز ادا فرماتے تھے، پھر ہمیں فرماتے تھے کہ ہم اُن کے سرہانے پانی کا ایک برتن ڈھک کر رکھ دیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ رات میں سے کچھ حصہ عبادت میں خرچ کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کو پانی کے برتن میں ڈال کر اپنا تَر ہاتھ چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لیتے تھے، پھر جب تک چاہتے اللہ تعالیٰ کا ذکر

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۴۵۳، باب عبادته رضي الله عنه)

www.idaraghufran.org

کرتے رہتے تھے،اوراس طرح بار بارکرتے رہتے ، یہاں تک کہ اُن کے نماز کے لئے اُٹھنے کا وقت ہو جاتا (طبرانی)

مذکورہ حدیث سے حضرت عمررضی اللہ عنہ کا رات کوعبادت کے لئے اُٹھنے کا طریقہ معلوم ہوا۔

بعض دوسری احادیث میں ہے کہ حضرت عمررضی اللہ عنہ وتر کی نماز رات کے آخری حصہ میں ادافرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ :مَتٰى تُوْتِرُ؟ قَالَ:أُوْتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَقَالَ لِعُمَرَ:مَتٰى تُوْتِرُ؟ قَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ :أَخَذَ هٰذَا بِالْحَزْمِ ، وَقَالَ لِعُمَرَ:أَخَذَ هٰذَا بِالْقُوَّةِ(ابو داؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ وتر کس وقت پڑھتے ہیں؟انہوں نے عرض کیا کہ میں رات کے اول حصہ میں پڑھتا ہوں،اور حضرت عمررضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ وتر کس وقت پڑھتے ہیں؟انہوں نے عرض کیا کہ رات کے آخری حصہ میں پڑھتا ہوں،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے احتیاط کواختیار کیا (جس میں وتر کے قضا ہونے کا شبہ نہیں)اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے قوت (وعزیمت والے کام) کو اختیار کیا(ابوداؤد)

اس طرح کا مضمون بعض دوسری احادیث میں بھی تفصیل سے مروی ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ’’وتر کی نماز کے فضائل واحکام‘‘،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر کے لئے تین چیزوں کی دعاء

حضرت ابنِ عمررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – رَأَى عَلَى عُمَرَ قَمِيصًا أَبْيَضَ،

[1] حدیث نمبر ۱۴۳۴،کتاب الصلاۃ، باب فی الوتر، قبل النوم، المکتبة العصرية، بيروت،واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم،حدیث نمبر ۱۱۲۰۔

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَلَهُ شَاهِدٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ "

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

فَقَالَ: " ثَوْبُکَ هَـذَا غَسِيلٌ أَمْ جَدِيدٌ؟ قَالَ: لا، بَلْ غَسِيلٌ .قَالَ: " الْبَسْ جَـدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا (ابـنِ ماجه، رقم الحديث ٣٥٥٨، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ٥٥٤٥) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیص پہنے دیکھا، تو فرمایا کہ آپ کا یہ کپڑا دھلا ہوا ہے یا نیا کپڑا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں، بلکہ دُھلا ہوا ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئے کپڑے پہنو، قابلِ تعریف زندگی گزارو، اور شہادت کی موت پاؤ(ابن ماجہ، ابویعلیٰ)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَسْ جَـدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا، وَيَرْزُقُکَ اللهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَ: وَإِيَّاکَ يَا رَسُولَ اللهِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٣١٢٧، مسند احمد، رقم الحديث ٥٦٢٠) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئے کپڑے پہنو، قابلِ تعریف زندگی گزارو، اور شہادت کی موت پاؤ، اور اللہ آپ کو دنیا اور آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطاء فرمائے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! اور آپ کو بھی (طبرانی، مسند احمد)

اور ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کپڑے کے نئے ہونے کا ذکر بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: الحسين بن مهدى صدوق، وقد توبع، ومن فوقه ثقات.

[2] قال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني، وزاد بعد قوله: " ويرزقک الله قرة عين فى الدنيا والآخرة ." قال: وإياک يا رسولالله. ورجالهما رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤٤٥٥، باب بشارته بالشهادة والجنة)

وقال شعيب الارنؤوط: رجاله ثقات.

[3] عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَوْبًا أَبْيَضَ، فَقَالَ: أَجَدِيدٌ قَمِيصُکَ أَمْ غَسِيلٌ؟ ، فَقَالَ: بَلْ جَدِيدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا. قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَزَادَ فِيهِ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: " وَيُعْطِيکَ اللَّهُ قُرَّةَ العين فى الدنيا والآخرة (ابنِ حبان، رقم الحديث ٦٨٩٧)

قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن.

www.idaraghufran.org

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پہننے والے کو ’’أَبْـلِـيْ وَأَخْلِقِيْ‘‘ کی دعاء دینا بھی مروی ہے، جس کا مطلب ہے کہ ’’یہ کپڑا پرانا ہو کر پھٹے‘‘، اس دعا میں لمبی عمر کی دعاء دینا بھی شامل ہے۔ ؎1

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے بھی نیا کپڑا پہننے والے کو ’’تُبْـلٰـی وَیُـخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰی‘‘ کے الفاظ سے دعاء دینا ثابت ہے، جس کا مطلب ہے کہ ’’آپ اسے (پہن پہن کر) بوسیدہ کرو اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ آپ کو اور عطا فرمائیں‘‘ ؎2

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ کے عذاب سے خوف

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ، قَالَ :أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ، فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ، فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ

؎1 عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَهِيَ بِالحَبَشِيَّةِ: حَسَنَةٌ، قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِي، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ، يَعْنِي مِنْ بَقَائِهَا (بخاری، رقم الحديث ۵۹۹۳)

؎2 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ إِمَّا قَمِيصًا، أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: " فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلّى اللـه عليه وسلم إِذَا لَبِسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ: تُبْلَى وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى " (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۰۲۰، باب ما جاء فی اللباس)

قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن.

www.idaraghufran.org

أَصْحَابِكَ، وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ (بخاری، رقم الحديث ٣٦٩٢، باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی رضی الله عنه)

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو انہوں نے تکلیف کا اظہار کیا۔ حضرت ابن عباس نے ان کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور آپ کی صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت اچھی رہی ہے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے، پھر آپ حضرت ابوبکر کی صحبت میں رہے اور ان کے ساتھ بھی آپ کی صحبت بہت اچھی رہی اور وہ آپ سے اس حال میں جُدا ہوئے کہ وہ آپ سے راضی تھے، پھر آپ مسلمانوں (یعنی دوسرے صحابہ کے ساتھ رہے) اور ان کے ساتھ بھی آپ کی صحبت اچھی رہی، اور اگر آپ ان سے اب جدا ہوں گے تو وہ آپ سے راضی ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی ہونے کا جو ذکر کیا تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے، جو اس نے مجھ پر کیا ہے، اور جو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور اُن کے راضی ہونے کا ذکر کیا، تو یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے، اور اب جو آپ مجھ کو فکر مند دیکھ رہے ہو تو وہ آپ کے اور آپ کے دوستوں کی وجہ سے ہے (یعنی اس خوف سے کہ میرے بعد کہیں آپ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ) اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا، تو عذابِ الٰہی کے بدلے میں اس کو قربان کر دیتا اس سے پہلے کہ میں اللہ کے عذاب کو دیکھوں (بخاری)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظیم شان ہونے اور دنیا میں اُن کو جنت کی خوشخبری مل جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اس قدر خوف ہونا، آپ کے اخلاق اور للّٰہیت کو اور زیادہ واضح کرتا ہے۔

رضی الله عنهم ورضوا عنه

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ہجرت نبوی(قسط1)

پیارے بچو! جب اسلام کے احکام پر عمل مشکل ہو جائے اور مقامی لوگ تکلیفیں دینا شروع کر دیں تو وہ علاقہ چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں جہاں اللہ کی عبادت سکون سے کی جا سکے، جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔
نبی ﷺ سچائی اور ایمان داری میں نبوت ملنے سے پہلے ہی مشہور تھے۔آپ کے اخلاق، عادات، چال چلن، طور طریقہ سب فطرتا اللہ کی مرضی کے مطابق گناہوں اور لغزشوں سے پاک تھے۔چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کو منصبِ نبوت سے نوازا گیا۔شروع میں آپ چھپ کر توحید و اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔پھر کچھ سالوں کے بعد اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق:

فاصدع بما تؤمر وأعرض عن المشركين

آپ کو جو حکم دیا جائے اس کا اعلان کیجئے اور مشرکین کو نظر انداز کیجئے۔

آپ نے کھلم کھلا اور علانیہ طور پر اسلام اور توحید کی صدا بلند کی۔مشرکین مکہ اپنے باپ دادوں کے طریقوں پر چلے آ رہے تھے۔کعبہ جیسی پاک جگہ انہوں نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔جن کی وہ عبادت کرتے اور انہیں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے۔مشرکین کو یہ بات بلکل پسند نہ آئی کہ ان کے باپ دادا کے طریقوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔اسی بات پر انہوں نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے ستانا شروع کر دیا۔دار الندوہ ایک گھر تھا جس میں قریش قبیلے کے سردار جمع ہو کر اپنے اہم کاموں کے بارے میں مشورہ کرتے تھے۔آخر کار دار الندوہ میں مشرکین کے بڑے بڑے سردار جمع ہو گئے۔اور نبی ﷺ کے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔کوئی کہنے لگا کہ آپ کو جلا وطن کر دیا جائے تو کسی نے مشورہ دیا کہ آپ کے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑ کر کسی کال کوٹھری میں ڈال دیا جائے۔آخر بات یہاں آ کر رکی کہ ہر قبیلے سے ایک آدمی چنا جائے۔سب آدمی ایک ساتھ آپ پر حملہ کریں اور (نعوذ باللہ) تلواروں سے آپ کا خاتمہ کر دیں۔اس طرح آپ کا خون تمام قبیلوں میں بٹ جائے گا اور آپ ﷺ کے خاندان کو سب قبیلوں سے بدلہ لینا مشکل ہو جائے گا۔ادھر مشرکین کے ان خطرناک ارادوں کی خبر اللہ نے آپ کو دے دی تھی تو دوسری طرف مدینہ میں اوس اور خزرج قبیلے کے سردار سعد بن عبادہ اور

www.idaraghufran.org

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے ایمان لانے سے اسلام کا چرچہ تھا اور لوگ تیزی سے مسلمان ہو رہے تھے۔

اب مشرکین نے آ کر نبی ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا کہ آپ نکلیں تو اس عمل کو سرانجام کیا جائے۔ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور اللہ کی وحدانیت پر مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے تھے۔ نبی ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے مکہ سے مدینہ ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آپ کا ساتھ مجھے بھی مل جائے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے چلو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوشی کے مارے آنسو بہنے لگے (السیرۃ النبویہ لابی الحسن علی الندوی)

مشرکین کو اس قدر دشمنی و عداوت کے باوجود آپ پر اتنا اعتماد اور بھروسہ تھا کہ جس کسی کو اپنی کسی چیز کی حفاظت مطلوب ہوتی، آپ ﷺ کے پاس لے آتا اور بطور امانت کے رکھوا دیتا۔ ہجرت کے وقت بھی آپ کے پاس کئی لوگوں کی امانتیں جمع تھیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا کہا اور ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ کل صبح یہ ساری امانتیں لوگوں کو لوٹا کر آ جانا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سفر ہجرت کے لیے دو سواریاں تیار رکھی ہوئی تھیں۔ اور عبداللہ بن اریقط نامی شخص کو راستے کے رہنما کے طور پر ساتھ لے لیا۔ رات اپنے جوبن پر تھی اور مشرکین اس انتظار میں تھے کہ آپ گھر سے نکلیں اور نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کیا جائے۔ آپ نے اپنی مٹھی میں مٹی بھری اور سورۂ یٰس شروع سے **فأغشینهم فهم لا یبصرون** تک پڑھتے اور مشرکین پر مٹی پھینکتے۔

اس طرح مشرکین آپ کو نہ دیکھ پاتے اور آپ ان کے سامنے سے ہو کر سکون و اطمینان کے ساتھ نکل گئے۔ (جاری ہے.........)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین مفتی طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح (بارہویں وآخری قسط)

معزز خواتین! گزشتہ اقساط میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبی علیہ السلام کے تمام نکاحوں میں کتنی سادگی تھی کسی بھی واقعہ میں ایسا ذکر نہیں ملتا، کہ کوئی ایسا عمل کیا گیا ہو جس میں تفوق ہو جس کی بنیاد پر وہ عمل ایک خاص طبقے کے لیے انجام دینا تو آسان ہو اور باقی امت کے لیے اس کی انجام دہی مشکل ہو، بلکہ نبی علیہ السلام نے اپنے قول وعمل سے یہ واضح فرمادیا کہ نکاح کے فوائد وبرکات حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کو دھوم دھام سے (جس میں غیر شرعی چیزیں شامل ہوں) کیا جائے اور نہ ہی نکاح کے رشتے میں مضبوطی کا یہ معیار ہے، نبی علیہ السلام کے نکاح سادگی کے باوجود تمام فوائد اور برکات کو حامل ہونے کے ساتھ ساتھ مضبوط تھے، گزشتہ تمام اقساط میں موجود واقعات سے حاصل ہونے والے فوائد خلاصہ کے طور پر ملاحظہ فرمائیں، اگر ان تمام صفات کو ہم اپنانے کی کوشش کریں گے تو یقیناً نکاح کے حقیقی فوائد اور برکات کا خود مشاہدہ کر سکتے ہیں اور نکاح میں تکلفات اور رسم ورواج کی وجہ سے ہم جن سختیوں اور پریشانیوں میں مبتلاء ہیں ان سے بچتے ہوئے انہیں آسان بنا سکتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......شوہر کے انتخاب میں مال ودولت کے بجائے دین داری کو ترجیح دینی چاہیے۔

(۲)......لڑکی یا اس کے اہل خانہ کا ضرورت مند شوہر کی اعانت ومدد کرنا جائز ہے۔

(۳)......اگر لڑکی کا کسی جگہ نکاح کا ارادہ ہو تو اُسے اپنے اولیاء اور گھر والوں کے سامنے احسن طریقے اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس کا اظہار کر دینا چاہیے اور گھر والوں کو بھی اس کو معیوب یا قابلِ ملامت عمل نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ حکمت اور مصلحت کو پیشِ نظر رکھ کر لڑکی کی بات قبول کرنی چاہیے اور اپنی خواہش پر لڑکی کی خواہش کو ترجیح دینی چاہیے۔

(۴)......شوہر کا بیوی کو شادی کے موقع پر تحفہ دینا درست ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......لڑکی کا نکاح نابالغی کی حالت میں درست ہے بشرطیکہ شرائط کا لحاظ کیا جائے۔

www.idaraghufran.org

(۲)......کسی مصلحت کے تحت نکاح اور رخصتی میں مناسب وقفہ کرنا درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳)......غیر شرعی زیب وزینت سے بچتے ہوئے دلہن کو تیار کرنا درست ہے۔

(۴)......اگر کسی جگہ رشتے کی بات چل رہی ہو تو اس جگہ سے معاملہ صاف کیے بغیر دوسری جگہ نکاح مناسب نہیں۔

(۵)......رخصتی کے موقع پر عزیز و رشتہ داروں کا دلہن کے گھر جمع ہونا درست ہے۔

(۶)......شوہر بیوی کے گھر میں بھی پہلی ملاقات (زفاف) کرسکتا ہے اس میں حرج نہیں ہے۔

(۷)......دن میں بھی پہلی ملاقات (زفاف) کی جاسکتی ہے۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......اگر کسی لڑکی کو براہ راست نکاح کا پیغام ملے تو خود سے کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے اپنے اولیاء کے پاس بھیجنا چاہیے یا ان کو مطلع کرنا چاہیے۔

(۲)......نکاح میں لڑکی کی رائے معلوم کرنی چاہیے اور اس کو اہمیت دینی چاہیے اور اگر لڑکی کا کوئی ضرر نہ ہو تو لڑکی کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دینی چاہیے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ سے شادی کرنا درست ہے۔

(۲)......لڑکی کو بذاد خود استخارہ کرلینا چاہیے خواہ رشتہ بظاہر کتنا ہی اچھا معلوم ہو۔

(۳)......اپنی سہولت کے پیشِ نظر جماعت، جماعت کر کے باری باری ولیمہ کھلانا بھی درست ہے۔

(۴)......دعوت والے گھر میں دعوت کھانے کے بعد بلاضرورت وہاں رکنا جس سے صاحب خانہ کو تکلیف واذیت پہنچے درست نہیں ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......اگر کسی فرد کی طرف سے نکاح کا پیغام آئے اور وہاں نکاح کرنے میں کوئی عذر ہو تو احسن طریقے سے اپنا عذر بیان کر کے انکار کردینا چاہیے جس سے دل شکنی نہ ہو۔

(۲)...... بیٹے کا اپنی والدہ کا نکاح کرنا درست ہے۔

(۳)......شوہر کا بیوی کو نکاح کے موقع پر کوئی چیز ہدیہ کرنا درست ہے۔

(۴)......پہلی رات سے ہی بیوی شوہر کے لیے کھانا وغیرہ بناسکتی ہے اس کو معیوب سمجھنا درست نہیں ہے۔

www.idaraghufran.org

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......بہت اونچے مرتبے والی لڑکی مثلاً شہزادی وغیرہ کا نکاح اس کی حیثیت کے مطابق ہی کرنا چاہیے۔

(۲)......دلہن کو دولہا کے لیے تیار کرنا جائز ہے۔

(۳)......سفر کے دوران پہلی ملاقات (زفاف) کرنا جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۴)......ولیمے کا ایک طریقہ یہ بھی کہ سب افراد اپنے پاس سے کچھ لے آئیں اور پھر مل کر کھالیں۔

(۵)......عزیز و اقارب کا ولیمے میں دولہا کی معاونت کرنا درست ہے۔

(۶) ایک سے زیادہ دن تک ولیمہ کرنا جائز ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......ضرورت کے موقع پر لڑکی کا کسی غیر محرم مرد کو اپنے نکاح کا اختیار دینا درست ہے۔

(۲)......کسی مجبوری یا عذر کی بنا پر ولیمہ نہ کرنا بھی درست ہے اس کو لازم نہیں سمجھنا چاہیے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......اگر کسی شخص کو نکاح کا پیغام ملے اور اس کو معلوم ہو کہ اس کے کسی عزیز کا وہاں نکاح کا ارادہ ہے تو جب تک دوسرے فرد کا معاملہ صاف نہ ہو جائے اس وقت تک خود نکاح کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ مناسب انداز میں کچھ وقت مانگ لینا چاہیے۔

(۲)......لڑکی والوں کا خود سے کسی جگہ نکاح کا پیغام دینا درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقعے سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)......کسی فرد کا دولہے کی طرف سے مکمل یا مہر کا کچھ حصہ ادا کر دینا درست ہے۔

(۲)......دلہن کو خود سے دولہا کے گھر پہنچا دینا درست ہے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔ فون: 051-4906381, 0321-5365458

www.idaraghufran.org

مال ودولت کی اور جاہ وجلال کی محبت، شرعاً محمود نہیں

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ، وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث 15794)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بکریوں کے ریوڑ (اور مجمع وجمگھٹے) میں چھوڑ دیا جائے، اتنا فساد (اور تباہی) برپا نہیں کرتے، جتنا کہ انسان کا مال اور جاہ (یعنی منصب وعہدہ) کی حرص وہوس، اس کے دین میں فساد (اور تباہی) برپا کرتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں، اتنی تباہی وہ بکریوں کے ریوڑ میں نہیں پھیلاتے، جتنی تباہی اور فساد انسان کے دین میں مال کی حرص اور اپنی عزت اور منصب بڑھانے کی محبت کرنا پھیلاتا ہے۔

مذکورہ حدیث میں دو ایسی بری گناہوں والی خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ جن کے ارتکاب کی وجہ سے آج مسلمان زوال پذیری کی طرف گامزن ہیں، اور باہم اتفاق واتحاد کا نہ ہونا بھی، ان ہی دو گناہوں کے سبب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

www.idaraghufran.org

مال ودولت کی وادیاں بھی انسان کا پیٹ نہیں بھر سکتیں

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (بخاری، رقم الحديث 6436)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ (بالفرض) اگر ابنِ آدم کے پاس مال کی دو وادیاں (اور گھاٹیاں) ہوں، تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا، اور ابنِ آدم کا پیٹ تو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھرتی ہے، اور اللہ اس پر متوجہ ہوتا (اور توبہ قبول فرماتا) ہے، جو (اللہ سے) توبہ کرتا ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ انسان کی حرص وہوس کی حالت یہ ہے کہ اس کو جتنا بھی زیادہ مال ودولت حاصل ہوجائے، اس کا پیٹ نہیں بھرتا، بلکہ اسے اس سے زیادہ کی مزید سے مزید تر کی حرص وفکر سوار ہوجاتی ہے، اور اس کی حرص وہوس کا پیٹ تو مرنے کے بعد اسی وقت بھرتا ہے، جب اس کے پیٹ میں قبر یا زمین کی مٹی بھرتی ہے۔

اور اگر کوئی حرص وہوس وغیرہ سے توبہ کرے، تو اللہ اس کی توبہ ضرور قبول فرمائے گا، لہٰذا حرص و ہوس کو جلد از جلد توبہ کر کے قناعت اور شکر کی نعمت سے مستفید ہونا چاہئے۔

www.idaraghufran.org

حقیقی کامیابی کے نسخے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے، جو مجھ سے پانچ خصلتوں کو لے کر اُن پر عمل کرے گا، یا ان پر عمل کرنے والے کو ان کی تعلیم دے گا؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس کام کو کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر وہ چیزیں گنوائیں، اور فرمایا کہ ایک تو آپ حرام چیزوں سے بچ جاؤ، تو آپ سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے، دوسرے جو اللہ نے آپ کے لئے تقسیم فرمائی، اس پر راضی ہو جاؤ، تو آپ سب لوگوں سے زیادہ غنی (و مالدار) ہو جاؤ گے، تیسرے آپ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تو آپ مومن بن جاؤ گے، چوتھے لوگوں کے لئے وہ چیز پسند کرو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، تو آپ مسلم بن جاؤ گے، پانچویں زیادہ ہنسنے سے بچو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے (مسند احمد، حدیث نمبر 8095)

معلوم ہوا کہ حرام کام اور حرام کمائی سے بچنا، اور اللہ نے حلال طریقہ پر جتنا اور جو کچھ دیا ہو، اس پر راضی ہونا ہی اصل مالداری ہے، اور ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں بھی حقیقی مالدار شمار ہوتا ہے، اور اسی طرح پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنا، اور دوسروں کے ساتھ نرمی والا معاملہ کرنا، دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ اور ایک مجرب نسخہ ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

www.idaraghufran.org

دوسرے امتوں کے امراض سے بچنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: سَيُصِيْبُ أُمَّتِیْ دَاءُ الْأُمَمِ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا دَاءُ الْأُمَمِ؟ قَالَ: اَلْأَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّكَاثُرُ وَالتَّنَاجُشُ فِی الدُّنْيَا وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ حَتّٰى يَكُوْنَ الْبَغْیُ(مستدرک حاکم، رقم الحدیث 7311، کتاب البر والصلة)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں دوسری امتوں کا مرض پہنچے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ دوسری امتوں کا مرض کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نعمت کی ناشکری، اوراترا ہٹ اور مال کو کثرت سے جمع کرنا اور دنیا میں ایک دوسرے سے کینہ اور بغض اور حسد رکھنا، یہاں تک کہ ان (چیزوں کی وجہ سے لوگوں) میں بغاوت (اور قتل وغارت گری) پیدا ہوجائے گی (حاکم)

معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری وناقدری، اوراترا ہٹ اور مال کو بڑھانا، قتل وغارت گری اور ایک دوسرے سے بغض وعناد، یہ ایسے امراض ہیں جن میں پہلی امتیں مبتلا تھیں، اوراس امت کے ان امراض میں مبتلا ہونے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف تھا، لہٰذا ان امراض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم سب کو بچنا چاہیے۔

چوک چاہ سلطان نزد پاکستان آٹوز راولپنڈی فون 051-5591444

www.idaraghufran.org

حکمرانوں کی اطاعت سے متعلق نبی صلی اللہ کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا:فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اِسْتَرْعَاهُمْ (بخاری، رقم الحدیث 3455)

ترجمہ: بنی اسرائیل میں انبیاء (عوام کی) نگرانی وانتظامات کیا کرتے تھے، جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا، تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (اس لیے میرا کوئی نبی ہونے کی حیثیت سے جانشین نہ ہوگا) اور خلفاء (یعنی نیک حکمران) ہوں گے، جو کہ کثرت سے ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک (خلیفہ وحکمران) کی بیعت پوری کرنا اور انہیں ان کا (وہ حق جو تم پر ہے) دیتے رہنا (یعنی ان کی شرعی اور جائز معاملات میں اطاعت وپیروی کرنا) اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جن (رعایا) پر حکمران بنایا ہے، وہی ان کے (معاملات کے) بارے میں ان سے باز پرس کرے گا (اگر انہوں نے رعایا پر ظلم کیا ہوگا، تو اللہ ان سے مؤاخذہ فرمائے گا، تم سے مؤاخذہ نہیں فرمائے گا) (بخاری)

معلوم ہوا کہ حکمرانوں کی اطاعت کا حکم ہر حالت میں ہے، اور ان سے بغاوت فتنہ وفساد کا ذریعہ ہے۔

www.idaraghufran.org

بلا عذر نکاح سے اعراض کرنے کی مذمّت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثِي الرِّجَالِ الَّذِيْنَ يَتَشَبَّهُوْنَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَبَتِّلِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ، اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ: لَا نَتَزَوَّجُ، وَالْمُتَبَتِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، اَللَّائِيْ يَقُلْنَ ذٰلِكَ (مسند احمد، رقم الحديث 7891)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مخنث (یعنی ہیجڑے وزنخے) لوگوں پر لعنت فرمائی، جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ایسے مردانہ پن اختیار کرنے والی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی، جو مَردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں، اور ایسے چھڑے چھکے مَردوں پر بھی لعنت فرمائی، جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نکاح نہیں کریں گے، اور ایسی چھڑی چھکی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی، جو یہ کہتی ہیں کہ ہم نکاح نہیں کریں گی (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ مرد وعورت کا ایک دوسری کی مشابہت اختیار کرنا، شرعاً ملعون عمل ہے، اور بلا عذر نکاح نہ کرنے کا عمل خواہ مرد کی طرف سے ہو، یا عورت کی طرف سے ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا باعث ہے، خاص طور پر جبکہ نیت بھی نکاح نہ کرنے کی ہو۔

www.idaraghufran.org

سات اشخاص اللہ کے انتہائی قریب ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ (قیامت کے) اس دن اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، ایک منصف (یعنی عدل و انصاف کرنے والے) حکمران کو، اور دوسرے اس نوجوان کو جس نے اپنی جوانی اپنے رب کی عبادت میں گزاری، اور تیسرے اس آدمی کو جس کا دل مساجد میں (نماز کے انتظار میں) اَٹکا ہوا رہتا ہے، اور چوتھے ان دو آدمیوں کو جو (آپس میں) صرف اللہ کے لئے محبت کریں، اللہ کی محبت پر ہی جمع ہوں، اور اللہ کی محبت پر ہی جُدا ہوں، اور پانچویں وہ آدمی جس کو عہدے اور حسن و جمال والی عورت اپنی طرف (بدکاری کے لئے) دعوت دے، مگر وہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور چھٹے وہ آدمی جو صدقہ اس طریقہ سے خفیہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اور ساتویں وہ آدمی جو اللہ کا تنہائی میں ذکر کرے، اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں (بخاری، حدیث نمبر 660)

یعنی جوانی کی عبادت، بے حیائی سے اجتناب، عدل وانصاف سے کام لینا، باہمی محبت، نماز کی پابندی، تنہائی میں اللہ کو یاد کرنا اور کثرتِ صدقہ، سات ایسی خصلتیں ہیں، جن کو اپنانے والے، بروزِ قیامت اللہ کے سب سے قریب ہوں گے۔

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

ایک نماز کی قضاء پر ایک ’’حقب‘‘ عذاب کی تحقیق (قسط4)

سورہ ماعون میں مذکور ’’ویل ‘‘کی تفسیر

جہاں تک نماز قضا کرنے کی وعید کے سلسلہ میں سورہ ماعون میں مذکور ’’ویل‘‘ کی وعید کا تعلق ہے، تو اس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

سورہ ماعون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ. فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْم. وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ. فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ. الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ. الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ . وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (سورة الماعون)

ترجمہ: کیا دیکھا آپ نے اس شخص کو جو تکذیب کرتا ہے بدلہ کے دن (یعنی قیامت) کی۔ پس یہ وہ شخص ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ اور نہیں اُبھارتا مسکین کو کھلانے پر۔ سو ’’ویل‘‘ ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے۔ جو اپنی نماز سے سہو اختیار کرتے ہیں۔ جو ایسے ہیں کہ ریاء کاری کرتے ہیں۔ اور منع کرتے ہیں، ماعون سے (سورہ ماعون)

اس سورت میں جن بُرے اعمال کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱)...... دین کی تکذیب کرنا (۲)...... یتیم کے ساتھ بدسلوکی اور اس کی توہین کرنا (۳)...... مسکین محتاج کو قدرت ہونے کے باوجود کھانا نہ دینا (یعنی تعاون نہ کرنا) اور دوسروں کو اس کی ترغیب نہ دینا (۴)...... نماز سے سہو اختیار کرنا (۵)...... ریا کاری اور دکھلاوا کرنا (۶)...... ماعون سے منع کرنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنَّا نَعُدُّ الْمَاعُوْنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَوَرَ الدَّلْوِ

www.idaraghufran.org

وَالْقِدْرِ(ابو داود، رقم الحديث ١٦٥٧، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ''ماعون'' ڈول اور ہانڈی کے مانگنے کو شمار کیا کرتے تھے(ابوداود)

بعض روایات میں کلہاڑی کا بھی ذکر ہے۔ [1]

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ''ماعون'' سے مراد مال اور اس کے علاوہ ایسی سب چیزیں ہیں کہ جن کی ایک دوسرے کے ساتھ ضرورت وابستہ ہوتی ہے، اور بعض اوقات اپنی ملکیت میں وہ چیز نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے سے مانگ کر ضرورت پوری کی جاتی ہے، جیسے نمک، پانی اور آگ وغیرہ۔ [2]

---

[1] عن عبد الله، قال " :كنا أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، نتحدث أن الماعون : الدلو، والقدر، والفأس لا يستغني عنهم "(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٩٠١٠، ج٩ص٢٠٧)

عن عبد الله قال :كنا نعد الماعون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم الدلو، والفأس، والقدر(مسند البزار ، رقم الحديث ١٧١٩)

قال الهيثمي: رواه البزار والطبراني في الأوسط، ورجال الطبراني رجال الصحيح(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ١١٥٢١،سورة أرأيت)

[2] عن سلمة بن كهيل، حدثني أبو المغيرة، عن ابن عمر، في قوله :(ويمنعون الماعون) قال :هو المال الذي لا يعطى حقه ، قلت :إن ابن مسعود، يقول :هو ما يتعاطى الناس بينهم من الخير قال :ذاك ما أقول لك(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٩٠١٢، ج٩ص٢٠٧)

عن يحيى بن الجزار، قال :جاء أبو العبيدين إلى عبد الله وكان رجلا ضرير البصر، فكان عبد الله يعرف له فقال :يا أبا عبد الرحمن من نسأل إذا لم نسألك؟ قال :فما حاجتك؟ قال :ما الأواه؟ قال :الرحيم .قال :فما الماعون؟ قال :ما يتعاون الناس بينهم .قال :فما التبذير؟ قال : إنفاق المال في غير حقه .قال :فما الأمة؟ قال :الذي يعلم الناس الخير(مستدرك حاكم، رقم الحديث ٣٣٧٥)

قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

و قال الذهبي: على شرط البخاري ومسلم.

عن يوسف بن سعد قال :كان عبد الله بن مسعود يحدث كل يوم في المسجد، فإذا كان يوم الخميس انتابه أهل الرساتيق والقرى، فجاء رجل أعمى فقال :يا أبا عبد الرحمن، "ما الأواه؟ قال :الرحيم، قال :فما التبذير؟ قال :ما أنفق في غير حق ، قال :فما الماعون؟ قال :ما يتعاون الناس بينهم، يعني العواري(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٩٠٠٥)

أخبرنا أبو عبد الله الصفار، ثنا أحمد بن مهران، ثنا أبو نعيم، ثنا سفيان، عن حبيب بن أبي ثابت، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال :الماعون العارية (مستدرك حاكم،

《بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں》

www.idaraghufran.org

اور بعض مفسرین نے ''ماعون'' سے زکاۃ ادا نہ کرنے والے لوگ مراد لیے ہیں، جبکہ بعض مفسرین کے اس سلسلہ میں دیگر اقوال بھی ہیں۔ ۱؎

پھر متعدد مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں جن لوگوں کی حالت اور ان کے لئے ویل کی وعید کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد منافقین ہیں، کیونکہ ان کی پہلی خصلت ''دین کی تکذیب'' بیان کی گئی ہے، جبکہ بعض نے فاسق وفاجر مومنوں کو مراد لیا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رقم الحديث ٣٩٧٦، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٢٣٥٤)

قال الحاكم: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ".

و قال الذهبي: على شرط البخاري ومسلم

و قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٥٢٣، سورة أرأيت)

۱؎ ويمنعون الماعون ع قال قطرب الماعون في الأصل الشيء القليل والمراد ههنا الزكوة كذا روى عن علي وابن عمر والحسن وقتادة والضحاك وانما سمى الزكوة ماعونا لكونها قليلا من الكثير وقال ابن مسعود الماعون الفاس والدلو والقدر وأشباه ذلك وهي رواية سعيد بن جبير عن ابن عباس وقال مجاهد الماعون العارية وقال عكرمة أعلاها الزكوة المفروضة وأدناها عارية المتاع وقال محمد بن كعب والكلبي الماعون المعروف الذي يتعاطاه الناس فيما بينهم وقيل الماعون ما لا يحل منعه مثل الماء والملح والنار قال قلت يا رسول الله هذا الماء فما بال الملح والنار قال يا حميراء من اعطى نارا فكانما تصدق بجميع ما أنضجت تلك النار من اعطى ملحا فكانما تصدقت بجميع ما طيب تلك الملح ومن سقى مسلما شربة من ماء حيث يوجد الماء فكانما أعتق رقبة ومن سقى مسلما شربة من ماء من حيث لا يوجد الماء فكانما أحياها رواه ابن ماجة واخرج ابن المنذر من طريق ابى طلحة عن ابن عباس قال قوله تعالى فويل للمصلين الذين إلخ نزلت في المنافقين كانوا يراؤن المؤمنين بصلوتهم إذا حضروا ويتركونها إذا غابوا ويمنعون العارية (تفسير المظهري، ج١٠، ص ٣٥٠، سورة الماعون)

۲؎ أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق، نا الحسن الطرائفي، نا عثمان بن سعيد، نا عبد الله بن صالح، عن معاوية بن صالح، عن علي بن أبي طلحة، عن ابن عباس، في قوله عز وجل :(فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا، ولا يشرك بعبادة ربه أحدا)، أنزلت في المشركين الذين عبدوا مع الله غيره وليست هذه في المؤمنين، في قوله :(فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون) هم المنافقون كانوا يراؤون المؤمنين بصلاتهم إذا حضروا ويتركونها إذا غابوا، ويمنعونهم العارية بغضه لهم وهي الماعون ."كذا رواه على بن أبي طلحة(شعب الإيمان، للبيهقي، رقم الحديث ٦٤٣٧)

فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون -قال :-(الذين يؤخرون الصلاة عن وقتها، تهاونا بها (.وعن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اوراس سورت میں ''ساہون'' کے جوالفاظ استعمال ہوئے ہیں،اس سے مرادغفلت اختیارکرنے والے

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

ابن عباس أيضا :هـم المنافقون يتركون الصلاة سرا، يصلونها علانية وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى ... الآية .ويـدل على أنها فى المنافقين قوله :الـذين هم يراؤن، وقاله ابن وهب عن مالك .قال ابن عباس :ولو قـال فـى صلاتهم ساهون لكانت فى المؤمنين .وقال عطاء :الـحـمد لله الذى قال عن صلاتهم ولم يقل فى صلاتهم .قـال الزمخشرى :فإن قلت :أى فـرق بين قوله :عـن صلاتهم، وبين قولك :فـى صلاتهم؟ قلت: مـعـنى عن أنهم ساهون عنها سهو ترك لها، وقلة التفات إليها، وذلك فعل المنافقين، أو الفسقة الشطار من المسلمين(تفسير القرطبى،ج٢٠،ص٢١٢، سورة الماعون)

واخـرج ابـن الـمـنـذر مـن طـريق ابى طلحة عن ابن عباس قال قوله تعالى فويل للمصلين الذين إلخ نزلت فى المنافقين كانوا يراؤن المؤمنين بصلوتهم إذا حضروا ويتركونها إذا غابوا ويمنعون العارية قال فى المدارك روى عن انس والحسن قالا الحمد لله الذى قال عن صلاتهم ساهون ولم يقل فى صلاتهم لان معنى عن سهو تـرك واعـراض عـنهـا وقـلـة التفات إليها وذلك فعل المنافقين(التفسير المظهرى،ج١٠،ص٣٥٠،سورة الماعون)

فـالـمصلون هنا، والله أعلم، هم المنافقون، أثبت لهم الصلاة، وهى الهيئات التى يفعلونها .ثم قال :الذين هم عـن صـلاتهم ساهون، نظرا إلى أنهم لا يوقعونها، كما يوقعها المسلم من اعتقاد وجوبها والتقرب بها إلى الله تعالى.

وفى الحديث عن صلاتهم ساهون :يؤخرونها عن وقتها تهاونا بها .

قال مجاهد :تأخير ترك وإهمال .وقال إبراهيم :هـو الذى إذا سجد قال برأسه هكذا ملتفتا .وقال قتادة: هـو التـرك لهـا، أو هم الغافلون الذين لا يبالى أحدهم أصلى أم لم يصل .وقال قطرب :هو الذى لا يقر ولا يـذكر الله تعالى .وقال ابن عباس :الـمـنـافقون يتركون الصلاة سرا ويفعلونها علانية، وإذا قاموا إلى الصلاة قـامـوا كسـالى الآية، ويدل على أنها فى المنافقين قوله تعالى :الـذين هم يراؤن، وقاله ابن وهب عن مالك . قال ابن عباس :ولو قال فى صلاتهم لكانت فى المؤمنين .وقال عطاء :الحمد لله الذى قال عن صلاتهم ولم يقل فى صلاتهم.

وقال الزمخشرى :بـعـد أن قدم فيما نقلناه من كلامه ما يدل على أن فذلك الذى يدع فى موضع رفع، قال: وطـريـقة أخـرى أن يـكـون فـذلك عـطفا على الذى يكذب، إما عطف ذات على ذات، أو عطف صفة على صفة، ويكون جواب أرأيت محذوفا لدلالة ما بعده عليه، كأنه قال :أخبرنى وما تقول فيمن يكذب بالجزاء، وفيمن يؤذى اليتيم ولا يطعم المسكين، أنعم ما يصنع؟ ثم قال :فويل للمصلين :أى إذا علم أنه مسىء، فويل لـلمصلين على معنى :فـويـل لهم، إلا أنه وضع صفتهم موضع ضميرهم لأنهم كانوا مع التكذيب، وما أضيف إليهـم سـاهـيـن عـن الـصـلاة مـرائيـن غيـر مـزكـيـن أموالهم (التفسير البحر المحيط،ج١٠،ص٥٥٣،سورة الماعون)

فـويـل للمصلين أى فويل للمصلين من المنافقين الذين يأتون بهذه الأفعال، وعلى هذا التقدير تدل الآية على أن الكافر له مزيد عقوبة بسبب إقدامه على محظورات الشرع وتركه لواجبات الشرع، وهو يدل على صحة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہیں، جس میں نماز کو ترک کردینا، اور بلا عذر نماز کو قضاء کردینا بھی داخل ہے، منافقوں کا یہی طرزِ عمل تھا۔[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ، فَقَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ يُؤَخِّرُوْنَهَا عَنْ وَقْتِهَا (مسند البزار، رقم الحديث ۱۱۴۵، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۲۲۷۶)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کے قول "الذین ھم عن صلاتھم ساھون" کے بارے میں سوال کیا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو نماز کو اُس کے وقت سے مؤخر کرتے ہیں (بزار)

مگر محدثین نے اس حدیث کو "عکرمہ بن ابراہیم" راوی کی وجہ سے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔[2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قول الشافعی :إن الكفار مخاطبون بفروع الشرائع، وهذا الجواب هو المعتمد وثانيها :ما رواه عطاء عن ابن عباس أنه لو قال الله :فی صلاتهم ساهون، لكان هذا الوعيد فی المؤمنين لكنه قال :عن صلاتهم ساهون والساهی عن الصلاة هو الذی لا يتذكرها ويكون فارغا عنها، وهذا القول ضعيف لأن السهو عن الصلاة لا يجوز أن يكون مفسرا بترک الصلاة، لأنه تعالى أثبت لهم الصلاة بقوله :فويل للمصلين وأيضا فالسهو عن الصلاة بمعنى الترک لا يكون نفاقا ولا كفرا فيعود الإشكال، ويمكن أن يجاب عن الاعتراض الأول بأنه تعالى حكم عليهم بكونهم مصلين نظرا إلى الصورة وبأنهم نسوا الصلاة بالكلية نظرا إلى المعنى كما قال : وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى يراؤن الناس ولا يذكرون الله إلا قليلا،ويجاب عن الاعتراض الثانی بأن النسيان عن الصلاة هو أن يبقى ناسيا لذكر الله فی جميع أجزاء الصلاة وهذا لا يصدر إلا عن المنافق الذی يعتقد أنه لا فائدة فی الصلاة، أما المسلم الذی يعتقد فيها فائدة عينية يمتنع أن لا يتذكر أمر الدين والثواب والعقاب فی شیء من أجزاء الصلاة، بل قد يحصل له السهو فی الصلاة بمعنى أنه يصير ساهيا فی بعض أجزاء الصلاة، فثبت أن السهو فی الصلاة من أفعال المؤمن والسهو عن الصلاة من أفعال الكافر وثالثها :أن يكون معنى :ساهون أی لا يتعهدون أوقات صلواتهم ولا شرائطها، ومعناه أنه لا يبالی سواء صلى أو لم يصل، وهو قول سعد بن أبی وقاص ومسروق والحسن ومقاتل(التفسير الكبير،للرازی، ج۳۲ص ۳۰۴،سورة الماعون)

[1] وأولى الأقوال فی ذلک عندی بالصواب بقوله:(ساهون) : لاهون يتغافلون عنها، وفی اللهو عنها والتشاغل بغيرها، تضييعها أحيانا، وتضييع وقتها أخرى، وإذا كان ذلک كذلک صح بذلک قول من قال : عنى بذلک ترک وقتها، وقول من قال :عنى به تركها لما ذكرت من أن فی السهو عنها المعانی التی ذكرت (جامع البيان فی تأويل القرآن،للطبری، ج۲۴، ص ۶۳۲،سورة الماعون)

[2] قال البزار: وهذا الحديث قد رواه الثقات الحفاظ، عن عبد الملک بن عمير، عن مصعب بن سعد، عن أبيه موقوفا، ولا نعلم أسنده إلا عكرمة بن إبراهيم، عن عبد الملک بن عمير، وعكرمة لين الحديث(مسند البزار،تحت رقم الحديث ۱۱۴۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اس طرح کا مضمون سندِ حسن کے ساتھ مروی ہے۔

چنانچہ حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الطبراني:لم يرفع هذا الحديث عن عبد الملك بن عمير إلا عكرمة بن إبراهيم "(المعجم الاوسط للطبراني،تحت رقم الحديث ٢٢٧٦)

وقال العقيلي:حدثنا يحيى بن عثمان بن صالح قال :حدثنا عمرو بن الربيع بن طارق قال :حدثنا عكرمة بن إبراهيم الموصلي ، عن عبد الملك بن عمير ، عن مصعب بن سعد بن أبي وقاص ، عن أبيه قال : سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن (الذين هم عن صلاتهم ساهون) قال : هم الذين يؤخرون الصلاة عن وقتها .وقال الثوري وحماد بن زيد وأبو عوانة وقيس بن الربيع عن عاصم بن بهدلة ، عن مصعب بن سعد ، عن أبيه موقوفا .وروى الأعمش عن مصعب بن سعد ، عن أبيه موقوفا أيضا .ورواه حاتم بن أبي صغيرة عن سماك بن حرب ، عن مصعب بن سعد ، عن أبيه موقوفا أيضا ، والموقوف أولى .ورواه ابن عيينة عن موسى الجهني ، عن مصعب بن سعد ، عن أبيه موقوفا أيضا وحدثنا محمد بن عيسى قال :حدثنا العباس بن محمد قال :سمعت يحيى قال :عكرمة بن إبراهيم بصري وليس بشيء حدثني أحمد بن محمود قال :حدثنا عثمان بن سعيد قال :سألت يحيى عن عكرمة بن إبراهيم ، فقال :ليس بشيء (الضعفاء الكبير للعقيلي، رقم الحديث ١٥٦٢)

وقال الهيثمي:رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عكرمة بن إبراهيم وهو ضعيف جدا .وقد تقدمت لهذا الحديث طرق في الصلاة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٥٢٤ ،سورة أرأيت)

وقال العسقلاني:عكرمة بن إبراهيم الأزدي.

عن هشام بن عروة .قال يحيى وأبو داود :ليس بشيء .وقال النَّسائي :ضعيف.وقال العقيلي :في حديثه اضطراب.

عمرو بن الربيع بن طارق :حدثنا عكرمة بن إبراهيم الموصلي، عَن عَبد الملك عن مصعب بن سعد، عَن أبيه رضي الله عنه قال :سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم (الذين هم عن صلاتهم ساهون) قال :هم الذين يؤخرون الصلاة عن وقتها.

رواه سفيان وحماد بن زيد وأبو عوانة عن عاصم بن بهدلة عن مصعب، عَن أبيه قوله .ورواه الأعمش عن مصعب كذلك.

وقال ابن حبان :عكرمة أبو عبد الله من أهل الموصل كان على قضاء الري كان ممن يقلب الأخبار ويرفع المراسيل لا يجوز الاحتجاج به.

قلت :روى عنه علي بن الجعد وأبو جعفر النفيلي، انتهى.وقال النسائي في التمييز :ليس بثقة.

وقال يعقوب بن سفيان :منكر الحديث.وقال البزار :لين الحديث.وقال أبو أحمد الحاكم :ليس بالقوي.وذكره ابن يونس في الغرباء فقال :قدم مصر ثم ولي قضاء الري.

وذكره ابن الجارود، وَابن شاهين في الضعفاء .(لسان الميزان،لا بن حجر العسقلاني، ج٥، ص ٤٦٠، تحت رقم الترجمة ٥٢٦٤)

www.idaraghufran.org

قُلْتُ لِأَبِیْ: یَا أَبَتَاهُ، أَرَأَیْتَ قَوْلَهُ (اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ) أَیُّنَا لَا یَسْهُوْ؟ أَیُّنَا لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَیْسَ ذَاکَ، إِنَّمَا هُوَ إِضَاعَةُ الْوَقْتِ، یَلْهُوْ حَتّٰی یَضِیْعَ الْوَقْتُ (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۷۰۴)

ترجمہ: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا کہ اے والد صاحب! آپ کی اللہ تعالیٰ کے قول "الذین هم عن صلاتهم ساهون" کے بارے میں کیا رائے ہے؟ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں، جو سہو نہ کرتا ہو، ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کو وسوسہ نہ آتا ہو، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں سہو سے یہ مراد نہیں ہے (جو آپ سمجھ رہے ہو) بلکہ اس سے مراد تو لہو کرتے ہوئے نماز کے وقت کو ضائع کردینا ہے، یہاں تک کہ نماز کا وقت ختم ہوجائے (ابویعلیٰ)

اس روایت کو محدثین واہلِ علم حضرات نے حسن قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] قال الهیثمی:

رواه أبو یعلی، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۸۲۴، باب فیمن یؤخر الصلاة عن الوقت)

وقال حسین سلیم أسد الدارانی:

إسناده حسن (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

وقال ابو عبد الله الدانی بن منیر آل زهوی:

قال الحافظ أبو یعلی: حدثنا أبو الربیع، حدثنا حماد، عن عاصم، عن مصعب بن سعد، قال: "قلتُ لأبی: یا أبتاه، أرأیت قولَه: (الَّذِینَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ)؛ أینا لا یسهو؟! أینا لا یُحَدّثُ نفسَهُ؟! قال": لیس ذاکَ؛ إنما هو إضاعةُ الوقت؛ یلهو حتی یضیعَ الوقتُ."

حسن. أخرجه أبو یعلی فی "مسنده (۲/ ۶۳-۶۴، رقم: ۷۰۴)" وابن جریر الطبری فی "تفسیره: ۳۰/ ۲۵۱ ط. المیمنیة، أو ۳۰/ ۳۷۸ - ط. دار إحیاء التراث)" والبیهقی فی "السنن الکبیر (۲/ ۲۱۴)" من طرق؛ عن عاصم به.

وهذا إسناد حسن؛ لأجل الکلام المذکور فی عاصم بن بهدلة.

وقال الهیثمی فی "مجمع الزوائد (۱/ ۳۲۵)" "رواه أبو یعلی، وإسناده حسن."

وأخرجه الطبری (۳۵/ ۱۰۲) والبیهقی (۲/ ۲۱۴) من طریق: خلف بن حوشب، عن طلحة بن مصرف، عن مصعب بن سعد به.

وقد اختُلِفَ فی إسناده؛ فرُوِیَ مرفوعًا - ولکنه لا یصح.-

أخرجه ابن جریر الطبری (۳۰/ ۲۰۱) وأبو یعلی فی "مسنده (۲/ ۱۴۰، رقم: ۸۲۲)"

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس روایت میں ''لہو'' کرتے ہوئے نماز کے قضاء کردینے کو ''ساہون'' میں شمار کیا گیا ہے، اور ''لہو'' سے مراد فضول کام ہے، اور گناہ کا کام بدرجۂ اولیٰ اس میں شامل ہے، یعنی جو شخص فضول دھندوں یا گناہوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے نماز کو قضاء کرتا ہے، وہ ''ساہون'' کے مفہوم میں داخل ہے، اور منافقوں کا طرزِ عمل یہی تھا۔

جہاں تک ''ویل'' کی وعید کا تعلق ہے، تو ''ویل'' کی وعید قرآن مجید میں متعدد مواقع پر استعمال ہوئی ہے، اور اس کے بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں، بعض کے نزدیک یہ کلمہ بلا اور مصیبت واقع ہونے کے وقت قباحت بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور بعض کے نزدیک اس کے معنیٰ رسوائی، عذاب اور ہلاکت کے آتے ہیں، اور بعض کے نزدیک ''ویل'' شدتِ شر کو کہا جاتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والبیهقی(۲/۲۱۴)والبزار (رقم: ۳۹۲ كشف الأستار)، والطبرانی فی "المعجم الأوسط(۲/۳۷۷ ،رقم: ۲۲۷۶- الحرمین) "والدولابی فی "الكنی والأسماء ۲/۸۲۷ ، رقم: ۱۴۴۵ ط .ابن حزم)" والعقيلی فی "الضعفاء (۳/۳۷۷ قلعجی ،أو۳/۱۰۷۸ رقم:۱۴۱۷ ط. الصميعی) "وابن أبی حاتم فی "علل الحديث(۱/۱۸۷ ، رقم: ۵۳۶)"

من طريق :عِكْرِمَة بن إبراهيم الأزدی، ثنا عبد الملک بن عمير، عن مصعب بن سعد بن أبی وقاص، عن أبيه، قال " :سألتُ رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم -عن قوله :(الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ) .قال" :هم الذين يؤخرون الصلاةَ عن وقتها."

قال البزار" :ولا نعلمُ أحدًا أسنده إلا عكرمة؛ وهو لين الحديث.

وقد رواه الثقات الحفاظ عن عبد الملک، عن مصعب، عن أبيه موقوفًا."

وقال البيهقی" :وهذا الحديث إنما يصحُّ موقوفًا، وعكرمة بن إبراهيم قد ضعَّفه يحيى بن معين وغيره من أئمة الحديث."

وقال الطبرانی" :لم يرفع هذا الحديث عن عبد الملک بن عمير إلا عكرمة بن إبراهيم."

وقال العقيلی " :عكرمة بن إبراهيم الأزدی الموصلی؛ عن عاصم وعبد الملک بن عمير، يخالف فی حديثه، وفی حفظه اضطراب."

وقال أبو زرعة" :هذا خطأ؛ والصحيح موقوف"، -كما فی "العلل "لابن أبی حاتم (۱/۱۸۸)

وقال الهيثمی فی "مجمع الزوائد(۱/۳۲۵) " "رواه أبو يعلى والبزار مرفوعًا، وموقوفًا، وفيه عكرمة بن إبراهيم؛ ضعفه ابن حبان وغيره."

وقال(۷/۱۴۳) "رواه الطبرانی فی "الأوسط"؛ وفيه عكرمة بن إبراهيم، وهو ضعيف جدًا."

وقال الشيخ الألبانی فی "صحيح الترغيب والترهيب(۱/۳۷۱ ، رقم: ۵۷۶)"حسن موقوف(سلسلة الآثار الصحيحة أو الصحيح المسند من أقوال الصحابة والتابعين،لابی عبد الله الدانی بن منير آل زهوی، تحت رقم الحديث ۳۷۷)

www.idaraghufran.org

جبکہ متعدد مفسرین نے ''ویل'' جہنم کی ایک مخصوص وادی کو قرار دیا ہے۔ [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَيْلٌ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَهْوِيْ بِهِ الْكَافِرُ أَرْبَعِيْنَ خَرِيفًا قَبْلَ أَنْ يَّبْلُغَ قَعْرَهَا (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٧٤٦٧، كتاب إخباره صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة رضى الله عنهم أجمعين،باب صفة النار واهلها، موارد الظمآن الى زوائد ابن حبان، رقم الحديث ٢٦١٠)

ترجمہ: ویل: جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں کافر گرنے کے بعد گہرائی تک پہنچنے سے قبل چالیس سال تک لڑھکتا رہے گا (ابن حبان)

اس حدیث کو بعض محدثین واہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قوله عز وجل :ويل أى قبح وهى كلمة تذكر عند وقوع البلاء ، يقال ويل له وويل عليه، وقيل ويل اسم واد فى جهنم(تفسير الخازن، ج۴ص۴۰۳، سورة المطففين)

قد تقدم القول فى "الويل "فى غير موضع ، ومعناه الخزى والعذاب والهلكة .وقيل :واد فى جهنم(تفسير القرطبى،ج۲۰ص ۱۸۱ ،سورة الهمزة)

وعن ابن عباس :الويل المشقة من العذاب، وقال الخليل بن أحمد :الويل شدة الشر، وقال سيبويه :ويل لمن وقع فى الهلكة، وويح لمن أشرف عليها، وقال الأصمعى :الويل تفجع، والويح ترحم، وقال غيره :الويل: الحزن(تفسير ابنِ كثير، ج ا ص۲۰۶، سورة البقرة)

قيل الويل شدة الشر، وقيل :الحزن والهلاك، وقيل العذاب الأليم،وقيل جبل فى جهنم وأخرج ذلك عن عثمان مرفوعاابن جرير بسند فيه نظر .وذهب كثير إلى أنه واد فى جهنم(روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى،للألوسى،ج۱۵ ،ص ۲۷۴،سورة المطففين)

[2] قال ابن كثير: عن أبى الهيثم عن أبى سعيد الخدرى، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ويل واد فى جهنم يهوى فيه الكافر أربعين خريفا قبل أن يبلغ قعره ورواه الترمذى عن عبد الرحمن بن حميد، عن الحسن بن موسى، عن ابن لهيعة، عن دراج به، وقال :هذا الحديث غريب لا نعرفه إلا من حديث ابن لهيعة.

(قلت) لم ينفرد به ابن لهيعة كما ترى، ولكن الآفة ممن بعده، وهذا الحديث بهذا الإسناد مرفوع منكر، والله أعلم (تفسير ابن كثير، ج ا، ص ۲۰۵، سورة البقرة، تحت رقم الآيات ۷۸ و ۷۹)

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، دارج فى روايته عن أبى الهيثم ضعيف.

وأخرجه الطبرى "۱۳۸۷"، وابن أبى حاتم فيما ذكره ابن كثير فى "تفسيره ۱/ ۱۲۱ "من طريق يونس، والحاكم ۴/ ۵۹۶ والبيهقى فى "البعث" "۴۶۶ "من طريق بحر بن نصر، والحاكم ۲/ ۵۰۷، والبيهقى "۴۶۵ "من طريق أبى عبيد الله احمد بن عبد الرحمن بن وهب، ثلاثتهم عن ابن وهب، بهذا الإسناد.

وصححه الحاكم ووافقه الذهبى.!

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پھر اگر اس حدیث کو معتبر مانا جائے، تب بھی اس مخصوص ''ویل'' کی وعید کے کافر کے لئے ہونے کی مذکورہ حدیث میں تصریح کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ''ویل کی وعید متعدد مقامات پر کفار کے لئے بھی استعمال ہوئی ہے۔ [1]

اور ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ ''ویل'' کے معنیٰ خسارہ ونقصان، یا ہلاکت وتباہی کے ہیں، اور یہ خصلت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه نعيم بن حماد فی زيادات "الزهد" "۳۳۴"، ومن طريقه البغوی "۴۴۰۹" "عن رشدين بن سعد، عن عمرو بن الحارث، به.

وأخرجه أحمد ۳/۷۵والترمذی "۳۱۶۴" "فی التفسير :باب ومن سورة الأنبياء، وأبو يعلى "۱۳۸۳" "من طريق الحسن بن موسى، والبيهقی فی "البعث" "۴۸۷" "من طريق كامل، كلاهما عن ابن لهيعة، عن دارج، به .وقال الترمذی :هذا حديث غريب لا نعرفه مرفوعا إلا من حديث ابن لهيعة، وتعقبه ابن كثير فی "تفسيره ۱/۱۲۱ "بقوله :لم ينفرد به ابن لهيعة كما ترى، ولكن الآفة ممن بعده، وهذا الحديث بهذا الإسناد مرفوعا منكر، والله أعلم (حاشية صحيح ابن حبان)

و قال حسين سليم أسد الدّارانی: إسناده ضعيف، وهو فی الإحسان (۹/۲۷۷ ،برقم: ۷۴۲۴)وقد سقطت من إسناده "عن "قبل "أبی الهيثم."

وأخرجه الحاكم ۲/۵۳۴ومن طريقه أخرجه البيهقی فی "البعث والنشور(ص ۲۷۱)" (برقم ۴۶۴)من طريق هارون بن سعيد الأيلی، حدثنا عبد الله بن وهب، بهذا الإسناد.

وقال الحاكم:هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه،ووافقه الذهبی .وليس كما قالا.

وأخرجه نعيم بن حماد فی زوائده على الزهد لابن المبارك برقم (۳۳۴)من طريق رشدين بن سعد، عن عمرو بن الحارث، بهذا الإسناد.

وأخرجه عبد بن حميد فی "المنتخب من المسند "برقم (۹۲۴)من طريق الحسن ابن موسى، حدثنا ابن لهيعة، حدثنا دراج، به.

وهو فی تحفة الأشراف (۳/۳۶۱، برقم ۴۰۶۲)، وجامع الأصول(۱۰/۵۱۶)

وأورده المنذری فی "الترغيب والترهيب "(۴/۴۶۵-۴۶۶) بلفظ "أربعين خريفا "وقال" :رواه أحمد، والترمذی إلا أنه قال ." ... :(وفيه سبعين خريفا) ثم قال" :ورواه ابن حبان فی صحيحه بنحو رواية الترمذی، والحاكم وقال :صحيح الإسناد، ورواه البيهقی من طريق الحاكم إلا أنه قال " ... :(وفيه أربعين خريفا قبل أن يفرغ من حساب الناس.

وقال" :رووه كلهم من طريق عمرو بن الحارث، عن دراج، عن أبی الهيثم، إلا الترمذی فإنه رواه من طريق ابن لهيعة، عن دراج وقال :غريب لا نعرفه إلا من حديث ابن لهيعة، عن دراج (حاشية مواد الظمآن)

[1] فَوَيۡلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا(سورة صٓ، رقم الآية ۲۷، و سورة الذاريات، رقم الآية ۶۰)

فَوَيۡلٌ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِينَ (سورة الطور، رقم الآية ۱۴)

وَيۡلٌ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِينَ (سورة المرسلات، رقم الآية ۱۵،و سورة المطففين، رقم الآية ۱۰)

www.idaraghufran.org

کلی مشکک ہے، جو ہر ایک شخص اور اس کے عمل کی شان اور حالت کے مطابق ہے، کسی کے لئے خفیف اور کسی کے لئے شدید۔

لہٰذا مومن وغیر مومن کے حق میں ''ویل'' کی وعید مختلف نوعیّتوں کی کہلائے گی، اور بعض روایات میں مذکور ''ویل کی تفسیر کو مومن پر منطبق کرنا بظاہر راجح نہ ہوگا۔

خلاصہ

مذکورہ تفصیل کا خلاصہ یہ نکلا کہ نماز کو بلا عذر قضا کر دینا گناہ ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نماز کو قضا کر دینے پر، جبکہ بعد میں اس کو ادا کرلیا جائے ''ویل'' کی وعید ہے، اور ویل جہنم کی غیر معمولی نچلی سطح کی وادی ہے، تو یہ راجح نہیں، کیونکہ اوّلاً تو ویل کے بارے میں یہ تصور مستند حدیث سے ثابت نہیں کہ جس کے متعلق عقیدہ بنایا جائے۔

بلکہ ''ویل'' کے بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔

اور ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ کلی مشکک ہے، جس کے درجات مختلف ہیں۔

دوسرے سورہ ماعون میں ''ویل'' کی وعید کئی بداعمالیوں کے مجموعہ پر مرتب کی گئی ہے۔ [1]

تیسرے متعدد مفسرین کے بقول اس آیت میں مذکور لوگوں سے منافقین مراد ہیں۔

---

[1] فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون قال ابن عباس وغیره :یعنی المنافقین الذین یصلون فی العلانیة ولا یصلون فی السر ولهذا قال :للمصلین الذین هم من أهل الصلاة وقد التزموا بها ثم هم عنها ساهون، إما عن فعلها بالکلیة کما قاله ابن عباس، وإما عن فعلها فی الوقت المقدر لها شرعا فیخرجها عن وقتها بالکلیة، کما قاله مسروق وأبو الضحی.

وقال عطاء بن دینار :الحمد لله الذی قال :عن صلاتهم ساهون ولم یقل فی صلاتهم ساهون، وإما عن وقتها الأول فیؤخرونها إلی آخره دائما أو غالبا، وإما عن أدائها بأرکانها وشروطها علی الوجه المأمور به، وإما عن الخشوع فیها والتدبر لمعانیها، فاللفظ یشمل ذلک کله ولکن من اتصف بشیء من ذلک قسط من هذه الآیة، ومن اتصف بجمیع ذلک فقد تم له نصیبه منها وکمل له النفاق العملی(تفسیر ابن کثیر، ج۸، ص۴۶۸، تفسیر سورة الماعون)

فویل لهم مما کتبت أیدیهم وویل لهم مما یکسبون -الفاء -لتفصیل ما أجمل فی قوله تعالی :فویل للذین یکتبون إلخ، حیث یدل علی ثبوت الویل للموصوفین بما ذکر لأجل اتصافهم به بناء علی التعلیق بالوصف من غیر دلالة علی أن ثبوته لأجل مجموع ما ذکر أولا -بل کل واحد -فبین ذلک بقوله :(ویل لهم) إلخ مع ما فیه من التنصیص بالعلة، ولا یخفی ما فی هذا الإجمال والتفصیل من المبالغة فی الوعید الزجر والتهویل(تفسیر روح المعانی للآلوسی، ج ۱ ص ۳۰۳، سورة البقرة)

www.idaraghufran.org

البتہ نماز کو ترک کرنے اور بلا معقول عذر کے قضا کرنے کی عادت پر منافقین کے طرزِ عمل کی مشابہت ہونے کی وجہ سے اس طرح کی وعید کا اندیشہ ہے۔

لہٰذا جو مومن نماز کا اہتمام کرے، اور اتفاق سے غفلت وکوتاہی کی بنیاد پر نماز قضا ہو جائے، جس کو بعد میں ادا بھی کر لے، اس کو مذکورہ آیت میں مذکور ''ویل'' کی مذکورہ وعید کا مستحق قرار دینا غلو پر مبنی ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم (جاری ہے..........)

---

[1] قوله تعالى :فـويـل للمصلين يعنى المنافقين، ثم نعتهم فقال تعالى :الذين هم عن صلاتهم ساهون روى البغوى بسنده عن سعد قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الذين هم عن صلاتهم ساهون قال إضاعة الوقت وقال ابن عباس :هم المنافقون يتركون الصلاة إذا غابوا عن الناس .ويصلون فى العلانية إذا حضروا معهم لقوله تعالى الذين هم يراؤن وقال تعالى فى وصف المـنـافقين وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى يراؤن الناس، وقيل ساه عنها لا يبالى صلى أو لم يصـل، وقيـل لا يـرجون لها ثوابا إن صلوا ولا يخافون عليها عقابا إن تركوا، وقيل غافلون عنها ويتهاونون بها، وقيل هم الذين إن صلوا صلوها رياء وإن فاتتهم لم يندموا عليها وقيل هم الذين لا يصلونها لمواقيتها، ولا يتمون ركوعها، ولا سجودها، وقيل لما قال تعالى عن صلاتهم ساهون بلفظة عن علم أنها فى المنافقين، والمؤمن قد يسهو فى صلاته والفرق بين السهوين أن سهو المنافق هو أن لا يتذكرها، ويكون فارغا عنها، والمؤمن إذا سها فى صلاته تداركه فى الحال، وجبره بسجود السهو فظهر الفرق بين السهوين، وقيل السهو عن الصلاة هو أن يبقى ناسيا لذكر الله فى جميع أجزاء الصلاة، وهذا لا يصدر إلا من المنافق الذى يعتقد أنه لا فائدة فى الصلاة، فأما المؤمن الذى يعتقد فائدة صلاته، وأنها عليه واجبة، ويرجو الثواب على فعلها، ويخاف العقاب على تركها، فقد يحصل له سهو فى الصلاة يعنى أن يصير ساهيا فى بعض أجزاء الصلاة بسبب وارد يرد عليه بوسوسة الشيطان أو حديث النفس، وذلك لا يكاد يخلو منه أحد، ثم يذهب ذلك الوارد عنه، فثبت بهذا الفرق أن السهو عن الصلاة من أفعال المنافق والسهو فى الصلاة من أفعال المؤمن .الذين هم يراؤن يعنى يتركون الصلاة فى السر ويصلونها فى العلانية، والفرق بين المنافق، والمرائى أن المنافق هو الذى يبطن الكفر ويظهر الإيمان، والمرائى يظهر الأعمال مع زيادة الخشوع ليعتقد فيه من يراه أنه من أهل الدين والصلاح أما من يظهر النوافل ليقتدى به ويأمن على نفسه من الرياء ، فلا بأس بذلك وليس بمراء ثم وصفهم بالبخل .فقال تعالى :ويمنعون الماعون روى عن على أنه قال هى الزكاة، وهو قول ابن عمر والحسن، وقتادة، والضحاك ووجه ذلك أن الله تعالى ذكرها بعد الصلاة فذمهم على ترك الصلاة ومنع الزكاة(لباب التأويل فى معانى التنزيل، المعروف بالخازن، ج۴،ص ۴۷۹،سورة الماعون)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

امام کو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم (قسط1)

کئی احادیث میں نماز پڑھانے والے امام کے لیے یہ حکم آیا ہے کہ وہ لوگوں کو ہلکی پھلکی نماز پڑھائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس پر عمل کرتے ہوئے ہلکی پھلکی اور مکمل نماز پڑھایا کرتے تھے، یعنی رکوع وسجدہ وغیرہ مکمل ادا کیا کرتے تھے، لیکن ان میں اور قرائت وغیرہ میں طوالت نہیں فرماتے تھے۔

مگر آج کل بعض ائمہ حضرات خاص طور پر بعض قراء وصوفیاء کو لمبی نماز پڑھانے کی عادت ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے عوام کو باجماعت نماز اداء کرنے کی رغبت میں کمی ہوتی ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں وارد احادیث کو ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہے، جس کی کچھ تفصیل ضروری تشریح کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے۔

ہلکی نماز پڑھانے اور خود حسبِ منشاء نماز پڑھنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّـهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ، فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ(صحيح البخاري، رقم الحديث ٧٠٣)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے، تو اسے چاہیے کہ خفیف (یعنی ہلکی) نماز پڑھائے، کیونکہ ان (مقتدیوں) میں ضعیف، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی اپنی (الگ) نماز پڑھے، تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے (بخاری)

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ :أُمَّ قَوْمَكَ قَالَ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا قَالَ :ادْنُهْ فَجَلَّسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِي

www.idaraghufran.org

صَدْرِی بَیْنَ ثَدْیَیَّ .ثُمَّ قَالَ :تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِی ظَهْرِی بَیْنَ کَتِفَیَّ، ثُمَّ قَالَ :أُمَّ قَوْمَکَ .فَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِیهِمُ الْکَبِیرَ، وَإِنَّ فِیهِمُ الْمَرِیضَ، وَإِنَّ فِیهِمُ الضَّعِیفَ، وَإِنَّ فِیهِمْ ذَا الْحَاجَةِ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُکُمْ وَحْدَهُ، فَلْیُصَلِّ کَیْفَ شَاءَ(مسلم، رقم الحدیث ۴۶۸"۱۸۶")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ آپ اپنی قوم کی امامت کریں، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے نفس میں کچھ (خوف یا بڑائی وغیرہ کا شائبہ) محسوس ہوتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب آ جایئے، پھر آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا، پھر اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ کے درمیان میں رکھا (تاکہ مبارک ہاتھ کی برکت سے وہ شائبہ دور ہو جائے) پھر فرمایا کہ رخ پھیر لیجیے، پھر اپنا ہاتھ مبارک میری پیٹھ پر کاندھوں کے درمیان رکھا، پھر فرمایا کہ اپنی قوم کی امامت کیجیے، اور جو کوئی کسی قوم کی امامت کرے، تو اسے چاہیے کہ خفیف (یعنی ہلکی) نماز پڑھائے، کیونکہ لوگوں میں مریض بھی ہوتے ہیں اور کمزور بھی ہوتے ہیں، اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی اپنی نماز الگ پڑھے، تو وہ جس طرح سے چاہے (لمبی یا مختصر نماز) پڑھے (مسلم)

معلوم ہوا کہ امام کو نماز پڑھاتے وقت ضعیف، کمزور، بوڑھے، مریض اور ضرورت مند، مشغول و مصروف، مسافر اور سستی کا شکار سب لوگوں کا خیال رکھنے کا حکم ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہلکی نماز پڑھائے، قرائت اور رکوع، سجدہ اور قعدہ وغیرہ کو بلا وجہ لمبا نہ کرے، اور جب خود اکیلے اپنی نماز پڑھے، تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے، کیونکہ اس وقت اس کے ساتھ نماز پڑھنے کا کوئی دوسرا پابند نہیں۔ [1]

لیکن آج کل حیرت ہے کہ بعض ائمہ حضرات کا طرزِ عمل اس کے برعکس ہے کہ جب وہ اپنی تنہا نماز پڑھتے ہیں، تو انتہائی ہلکی پھلکی نماز پڑھتے ہیں، اور جب دوسروں کو نماز پڑھاتے ہیں، تو بہت لمبی نماز پڑھاتے

---

[1] (تجوزوا) أی خففوا (فی الصلاة) أی صلاة الجماعة والخطاب للأئمة بقرینة قوله (فإن خلفکم الضعیف والکبیر وذا الحاجة) والإطالة تشق علیهم فإن صلى الإنسان لنفسه فلیطول ما شاء وکذا إمام محصورین راضین(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج۳، ص ۲۳۱، حرف التاء)

(تجوزوا) أی خففوا .(فی الصلاة) أی صلاة الجماعة والخطاب للأئمة کما دل علیه قوله :(فإن خلفکم الضعیف) من مرض ونحوه .(والکبیر) الذی یشق علیه طول القیام .(وذا الحاجة) وإطالة القیام والرکوع والسجود یشق بمن ذکر(التَّنویرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِیرِ، للصنعانی، ج۵، ص ۱۱، فصل فی التاء مع الجیم)

www.idaraghufran.org

ہیں، ان میں جو قاری حضرات ہیں، وہ لمبی قرائت کر کے، اپنی قرائت کے جوہر امامت میں دکھانے کو، اور جو صوفیاء ومشائخ ہیں، وہ لمبے ارکان اداء کر کے اپنی ولایت وتقوے کے جوہر دکھانے کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھتے ہیں، یہ طرزِ عمل نبوت وشریعت کے مزاج کے موافق معلوم نہیں ہوتا۔ [1]

اس قسم کی احادیث سے بعض فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ دوسروں کو مسائل بتلاتے اور فتویٰ دیتے وقت تخفیف اور آسانی ونرمی کے پہلو کو اختیار کرے، اور اپنے لیے چاہے تو احتیاط وسختی والا پہلو اختیار کرے، نہ یہ کہ اپنے حق میں تو ہر طرح کی گنجائش کسی نہ کسی طرح نکال لے، اور دوسروں کے لیے سختی پر سختی کرتا چلا جائے۔

یہ طرزِ عمل سنت سے مطابقت نہیں رکھتا۔

ضعیف ترین مقتدی کی رعایت کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :تَجَوَّزُوا فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ، وَالْكَبِيرَ، وَذَا الْحَاجَةِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٠٠٩٩) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز پڑھاتے وقت تخفیف واختصار سے کام لو، کیونکہ مقتدیوں میں ضعیف اور بوڑھے اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :تَجَوَّزُوا فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ خَلْفَكُمُ الضَّعِيفَ، وَالْكَبِيرَ، وَذَا الْحَاجَةِ (المعجم الكبير،للطبراني، رقم الحديث ١٢٣٣٨) [3]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز میں تخفیف واختصار کیا کرو، کیونکہ تمہارے پیچھے (مقتدیوں میں) ضعیف اور بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں (طبرانی)

---

[1] وأما اليوم فأئمتنا إذا صلوا بالناس فيطيلون غاية الإطالة، ويراعون جميع الآداب الظاهرات، وإذا صلوا فرادى فيقتصرون على أدنى ما تجوز به الصلاة، ولو في بعض الروايات، والله ولي دينه(مرقاة ، ج٣ص ٨٧٤، كتاب الصلاة، باب ما على الإمام)

[2] قال شعيب الارنووط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[3] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير ورجاله ثقات(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ٢٣٨١، باب من أم الناس فليخفف)

www.idaraghufran.org

مذکورہ احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ امامت کرنے والے کو ہر طرح کے مقتدیوں کی رعایت کوملحوظ رکھنا چاہیے، جس کا طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ ہلکی اور مختصر نماز پڑھائے، جس میں مریضوں، بوڑھوں، مسافروں، مشغولوں سب کی رعایت ہوجاتی ہے، اور صحت مندوں اور فارغوں کی نماز بھی بلا کراہت ادا ہوجاتی ہے۔

جہاں تک لمبی نماز پڑھنے کے ذوق وجذبے کا تعلق ہے، تو اس کو پورا کرنے کا طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ الگ نماز پڑھتے ہوئے خواہ فرض نماز ہو یا سنت ہو، یا نفل نماز ہو، اس وقت لمبی اور طویل جتنی بھی کوئی چاہے نماز پڑھے۔

یہ سب کچھ مزاجِ نبوت اور وحی سے صادر شدہ انتظامی وشرعی احکام ہیں، جو انتہائی حکمت واعتدال پر مبنی اور افراط وتفریط سے پاک ہیں۔ [1]

حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي، فَقَالَ: " أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِم(مسند احمد، رقم الحديث ١٦٢٧٠) [2]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قوم کا امام مقرر فرمادیجیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنی قوم کے امام ہیں، لیکن ان میں سے ضعیف ترین کی اقتداء کرکے نماز پڑھائیں (مسند احمد)

ضعیف ترین کی اقتداء کرکے نماز پڑھانے سے مراد یہ ہے کہ قیام، قرائت، رکوع وسجود ایسے طریقہ پر ادا کریں، گویا کہ آپ کا ضعیف ترین مقتدی نماز پڑھا رہا ہے، اور آپ اس کی اقتداء کررہے ہیں، پس جس طرح ضعیف ترین مقتدی آپ کو نماز پڑھاتا، اسی انداز میں آپ اس کو نماز پڑھائیں۔

جس کا حاصل یہی ہے کہ ضعیف ترین مقتدی کی رعایت کوملحوظ رکھیں، خواہ وہ متقی وپرہیزگار ہو یا عام

---

[1] قوله (واقدر الناس) ضبط بضم الدال وكسرها أي جعل الكل في قدر الأضعف فعامل الكل معاملته فإن القوى يقدر على تحمل الأشد فالأخف يجتمع عليه الكل(حاشية السندى علىٰ سنن ابنِ ماجه، ج ا ص ٣١٢، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب من أم قوما فليخفف)

[2] قال شعيب الانؤوط:اسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

مسلمان ہو، نہ یہ کہ متقی و پرہیزگار مقتدی کی رعایت کرکے لمبی نماز پڑھائیں۔ [1]

حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ آخِـرَ مَـا قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ -صَـلَّـى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :-إِذَا أَمَـمْتَ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمْ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٩٨٨) [2]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات فرمائی، وہ یہ تھی کہ جب آپ کسی قوم کی امامت کریں، تو ان کو ہلکی نماز پڑھائیں (ابنِ ماجہ)

اور حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَكَـانَ آخِـرُ مَـا عَهِـدَ إِلَـيَّ رَسُـولُ الـلـهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الـطَّائِفِ، قَالَ " :يَـا عُثْـمَـانُ، تَـجَـوَّزْ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ فِي الْقَوْمِ الْكَبِيرَ، وَذَا الْحَاجَةِ (مسند الإمام أحمد ، رقم الحديث ١٦٢٧٣) [3]

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے طائف کی طرف بھیجا، تو آپ نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی کہ اے عثمان! نماز میں تخفیف واختصار کرنا، کیونکہ لوگوں میں بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں (مسند احمد)

اور سنن ابنِ ماجہ میں حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ سے درج ذیل الفاظ میں روایت ہے کہ:

كَـانَ آخِـرُ مَـا عَهِـدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَمَّرَنِي عَلَى الطَّائِفِ قَـالَ لِـي يَـا عُثْـمَـانُ تَـجَـاوَزْ فِـي الـصَّلَاةِ، وَاقْدِرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ، وَالصَّغِيرَ، وَالسَّقِيمَ، وَالْبَعِيدَ، وَذَا الْحَاجَةِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٩٨٧) [4]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے طائف جانے کا حکم فرمایا، تو مجھے یہ فرمایا کہ اے

---

[1] والـمـعـنـى كـمـا أن الـضـعيف يقتدى بصلاتک فاقتد أنت أيضا بضعفه واسلک له سبيل التخفف فى الـقـيـام والـقـرائة بـحـيـث كـأنـه يـقـوم ويـركـع عـلـى ما يريد وأنت كالتابع الذى يركع بركوعه والله تعالى أعلم(حاشية السندى علىٰ سنن النسائى، ج۲ ص۲۳، كتاب الآذان)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية سنن ابنِ ماجه)

[3] قال شعيب الانووط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن (حاشية مسند احمد)

[4] قال شعيب الارنووط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

عثمان! نماز میں امامت کرتے وقت تخفیف واختصار کرنا، اور لوگوں میں ان کے ضعیف ترین شخص کی رعایت ملحوظ رکھنا، کیونکہ لوگوں میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں، بچے بھی ہوتے ہیں، اور بیمار بھی ہوتے ہیں، اور دور دراز کے بھی ہوتے ہیں (جنہوں نے نماز کے بعد اپنی منزل پر پہنچنا ہوتا ہے) اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں (ابن ماجہ)

اور طبرانی کی روایت میں درج ذیل الفاظ ہیں کہ:

قَالَ لِی رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِینَ بَعَثَنِی إِلَی ثَقِیفٍ :تَجَوَّزْ فِی الصَّلَاۃِ یَا عُثْمَانُ، وَاقْدِرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِہِمْ فَإِنَّ فِیہِمُ الضَّعِیفَ، وَذَا الْحَاجَۃِ، وَالْحَامِلَ وَالْمُرْضِعَ، إِنِّی لَأَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَأَتَجَوَّزُ (المعجم الکبیر،للطبرانی، رقم الحدیث ۸۳۷۹) [1]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (طائف کے علاقہ) ثقیف کی طرف بھیجا، تو یہ فرمایا کہ نماز میں امامت کرتے وقت تخفیف واختصار کرنا، اے عثمان! اور لوگوں میں ان کے ضعیف ترین شخص کی رعایت ملحوظ رکھنا، کیونکہ لوگوں میں کمزور بھی ہوتے ہیں، اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، اور حاملہ عورت بھی ہوتی ہے، اور دودھ پلانے والی عورت بھی ہوتی ہے، بے شک میں بچہ کے رونے کی آواز کو سنتا ہوں، تو میں نماز کو مختصر کردیتا ہوں (طبرانی)

ملاحظہ فرمایئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے اہتمام کے ساتھ ہلکی نماز پڑھانے کی وصیت وتاکید فرمائی۔ اور ہر طرح کے مقتدی ہونے کی نشاندہی کرتے ہوئے کمزور ترین کا لحاظ کرنے کا حکم فرمایا، جس سے مراد ممکنہ حد تک خفیف اور مختصر نماز پڑھانا ہے، جس کی مذکورہ بعض روایات میں وضاحت بھی پائی جاتی ہے۔ [2]

(جاری ہے.........)

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط ورجاله موثقون(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۲۳۷۷،باب من أم الناس فليخفف)

[2] قوله: " واقتدى بأضعفهم "معناه: مراعاة ضعفاء الجماعة في الصلاة بأن لا يطولها عليهم؛ والاقتداء بالأضعف الاتباع به في مراعاة حاله(شرح ابی داؤد للعینی، ج۲ ص۴۹۷، کتاب الصلاة، باب: أخذ الأجر على التأذين)

(اقتد بأضعفهم)أي: راع حال الأضعف، وصل صلاة لا تشق عليهم(فتح الباری لابن رجب، ج۶ ص۷۷، كتاب الآذان، باب حد المريض أن يشهد الجماعة)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط18 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

شیخِ مدین کے کلام سے حاصل شدہ دو اہم سبق

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ نبوت ملنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تربیت کے طور پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے بکریاں بھی چروائی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا إِلَّا رَعَی الغَنَمَ، فَقَالَ أَصْحَابُہُ، وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، کُنْتُ أَرْعَاھَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِأَھْلِ مَکَّۃَ (بخاری، رقم الحدیث ۲۲۶۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس سے بکریاں چرائیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اہلِ مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چراتا تھا (بخاری)

محدثین نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ عام طور جب انسان بکریاں وغیرہ چراتا ہے، تو اس میں بردباری اور شفقت پیدا ہوتی ہے، کیونکہ وہ چرانے کی مشقت پر صبر کرتا ہے، اور بکریوں کو نقصان دہ چیزوں اور درندوں وغیرہ سے بچانے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح بکریوں میں مختلف قسموں اور طبعیتوں کی بکریاں ہوتی ہیں، کوئی کمزور، کوئی طاقت ور، کوئی کس قسم کا چارا پانی پسند کرتی ہے، اور کوئی کس قسم کا، اور بکریوں کو چرانے والا ان مختلف قسم کی بکریوں کو مختلف جگہوں اور چراہ گاہوں میں لے جاتا ہے، جس سے اس کے اندر انسانوں کو، اور انسانوں کی طبعیتوں کو جاننے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، اور اس کے بعد

www.idaraghufran.org

انسانوں کی طرف سے اس کو تکلیف وغیرہ ملتی ہے، وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ [1]

لڑکی والوں کا خود سے نکاح کی پیش کش کرنا

ہمارے معاشرہ میں لڑکی والوں کی طرف سے رشتہ کی پیش کش اور نکاح کی خواہش کا اظہار کرنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے، اچھی صفات کا حامل رشتہ اگر مل جائے تو اسے یا اس کے گھر والوں سے اپنی لڑکی کے لئے رشتے کی بابت بات چیت کرنا برا نہیں ہے، بلکہ محمود اور پسندیدہ ہے، قرآن مجید کی اس آیت میں بھی تصریح ہے کہ شیخِ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی کسی ایک بیٹی کے ساتھ نکاح کی پیش کش کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی یہی طریقہ تھا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ لَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ، إِلَّا أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ

---

[1] (وعن أبى هريرة عن النبى – صلى الله عليه وسلم – قال: ما بعث الله نبيا إلا رعى الغنم) قال المظهر: علة رعيهم الغنم أنهم إذا خالطوا الغنم زاد لهم الحلم والشفقة، فإنهم إذا صبروا على مشقة رعيها ودفعوا عنها السبع الضارية واليد الخاطفة وعلموا اختلاف طباعها وعلى جمعها مع تفرقها فى المرعى والمشرب وعرفوا ضعفها واحتياجها إلى النقل من مرعى إلى مرعى ومن مسرح إلى مسرح عرفوا مخالطة الناس مع اختلاف أصنافهم وطباعهم وقلة عقول بعضهم، ورزانتها فصبروا على لحوق المشقة من الأمة إليهم، فلا تنفر طباعهم ولا تمل نفوسهم بدعوتهم إلى الدين لاعتيادهم الضرر والمشقة وعلى هذا شأن السلطان مع الرعية (مرقاة المفاتيح، ج٥ص ١٩٩١، كتاب البيوع، باب الاجارة)

www.idaraghufran.org

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا (صحيح البخاري،رقم الحديث ۴۰۰۵، كتاب المغازي)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب (ان کی بیٹی) حفصہ بیوہ ہو گئیں، اوران کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بدر میں شرکت کرنے والے تھے، مدینہ میں انتقال کر گئے، تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور (اپنی بیوہ بیٹی) حفصہ کا ذکر کیا، اوران سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غور کر کے جواب دوں گا، میں کئی رات ٹھہرا رہا، پھر ملاقات ہونے پر حضرت عثمان نے فرمایا کہ مجھے فی الحال نکاح کرنے پر اطمینان نہیں ہوا، پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں، تو میں (اپنی بیوہ بیٹی) حفصہ کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں، حضرت ابوبکر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا، مجھ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس سرد مہری سے اس سے بھی زیادہ رنج ہوا، جتنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار سے ہوا تھا، میں کئی راتیں ٹھہرا رہا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حفصہ کے نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے فوراً ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے تو کہنے لگے کہ شاید تم کو میرا جواب نہ دینا ناگوار ہوا ہوگا، میں نے کہا کہ ایسا ہی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میں نے تم کو اس وجہ سے جواب نہ دیا تھا کہ رسول اللہ کا ان کا تذکرہ کرنا میرے علم میں آیا تھا، اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا، ہاں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا (بخاری)

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کس طرح خود ہی اپنی بیوہ بیٹی کے نکاح کا پیغام پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا، اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمیت یہ تینوں حضرات خلفائے راشدین میں سے ہیں، جس سے پتہ چلا کہ بیوہ یا مطلقہ کے دوسرے نکاح کو عیب نہیں

www.idaraghufran.org

سمجھنا چاہئے اور یہ بھی پتہ چلا کہ لڑکی والوں یا لڑکی کے سرپرستوں کو خود کسی لڑکے یا اس کے سرپرست کو نکاح کا پیغام دینا جائز ہے، اور یہ عمل غیرت وحیاء کے خلاف نہیں، مگر آج کل لڑکی والوں کی طرف سے خود کسی جگہ نکاح کا پیغام ڈالنا عیب سمجھا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں لڑکیوں کی عمریں گزر جاتی ہیں، وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں۔

لڑکی والوں کی طرف سے خود رشتہ کی خواہش ظاہر نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایسا کرنے کی صورت میں لڑکی کی ساس، نندیں، بلکہ پورا سسرال اس بے چاری بچی کو عمر بھر طعنہ دیتی رہتی ہیں کہ تجھے تو تیرے ماں باپ نے خود ہمارے متھے لگا دیا ہے، تیری کیا حیثیت ہے؟ وغیرہ وغیرہ، اور اس بے چاری کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

اس لیے لڑکے والوں کو بھی اس چیز کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ ایسا کرنا شریعت کی نظر میں جائز ہے، کوئی گناہ کا کام نہ یں، اگر کسی جگہ ایسا ہو جائے کہ لڑکی والے خود سبقت کر کے اپنی بچی کا رشتہ پیش کر دیں، تو لڑکے اور اس کے گھر والوں کو بھی طعنے وغیرہ نہیں دینے چاہیے۔

(جاری ہے............)

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Awami Poultry

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپئیر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی،
وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

www.idaraghufran.org

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط10)

ذیابیطس یا شوگر (Diabetes)

ذیابیطس یا شوگر کے مرض میں پیاس زیادہ لگتی ہے، پیشاب بہت اور بار بار آتا ہے، انسان جس قدر پانی پیتا ہے، وہ تھوڑی دیر کے بعد پیشاب کے راستے سے نکل جاتا ہے، پیشاب کے ساتھ شکر خارج ہوتی ہے، لیکن جب پیشاب کے ساتھ شکر خارج ہوتی ہے، اس وقت پیاس کا زیادہ لگنا اور پیشاب کا زیادہ آنا ضروری نہیں، اس مرض کو ذیابیطس یا شوگر کہا جاتا ہے۔

عام طور پر یہ مرض چالیس سال کی عمر کے بعد ہوتا ہے، لیکن کبھی کبھی چھوٹی عمر والوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

جو لوگ آرام وآسائش سے رہتے ہیں اور نقل وحرکت، چلنا پھرنا اور ورزش نہیں کرتے، غذا میں میٹھی اور نشاستہ دار چیزیں زیادہ استعمال کرتے ہیں، وہ اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں، رنج وغم، فکر و پریشانی بھی اس مرض کے پیدا ہونے میں مدد دیتے ہیں، بعض لوگوں میں یہ مرض موروثی طور پر بھی ہوتا ہے۔

جب یہ مرض شروع ہوتا ہے، تو مریض کو پیاس زیادہ لگتی ہے، کمزوری روز بروز بڑھتی جاتی ہے، اس کے بعد جب یہ مرض بڑھ جاتا ہے، تو پیاس کی وجہ سے مریض کا منہ خشک رہنے لگتا ہے، منہ کا مزہ میٹھا رہتا ہے، سانس میں خاص قسم کی میٹھی میٹھی بو آتی ہے، بعض مریضوں کو بھوک کا ہُوکا ہو جاتا ہے، کھانے کے تھوڑی دیر بعد پھر بھوک لگ جاتی ہے، عام طور پر قبض رہتی ہے، جسم میں کمزوری اور لاغری بڑھ جاتی ہے، بدن کی جلد خشک کھردری سی ہوجاتی ہے، اور کھجانے پر اس سے بھوسی جھڑتی ہے، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہتے ہیں، لیکن ہتھیلیاں اور تلوے جلا کرتے ہیں، مریض جس جگہ پیشاب کرتا ہے، وہاں چیونٹیاں جمع ہونے لگتی ہیں۔

بعض اوقات جسم میں چیونٹیاں سی چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، انگلیاں وغیرہ سن ہونے لگتی ہیں، نظر اور بینائی کمزور ہونے لگتی ہے۔

اس مرض سے بچنے کے لئے میٹھی چیزیں نہیں کھانی چاہئیں، نشاستہ دار چیزوں کا زیادہ استعمال بھی مناسب نہیں، جو نشاستہ دار چیزیں کھائی جائیں، ان کے ساتھ سبز ترکاریوں اور ساگ پات یعنی سلاد وغیرہ کو ضرور

www.idaraghufran.org

کھائیں، ورزش اور نقل وحرکت، پیدل چلنے اور چہل قدمی وغیرہ کا اہتمام ضرور کریں، قبض نہ ہونے دیں، جہاں تک ہوسکے رنج وغم سے دور رہتے ہوئے خوش وخرم رہنے کی کوشش کریں۔

اس مرض کے علاج میں دواؤں سے زیادہ غذائی پرہیز کی ضرورت ہوتی ہے، مریض کو ہر قسم کی میٹھی اور نشاستہ دار چیزوں سے پرہیز کرایا جائے، کیونکہ نشاستہ دار چیزیں جسم میں ہضم کے دوران شکر بن جاتی ہیں، گڑ، شکر، کھانڈ، چینی اور ان سے بننے والی مٹھائیاں، گنا اور تمام میٹھے پھل ذیابیطس کے مریض کو نہیں کھانے چاہئیں، اگر چاہیں تو ان میٹھی چیزوں کے بجائے شوگر فری (Sugar Free) چیزیں استعمال کر سکتے ہیں۔

نشاستہ دار چیزوں سے مکمل پرہیز مشکل ہے، اس لئے یہ جس قدر بھی کم استعمال کی جائیں، بہتر ہے، خالص شہد بعض ماہرین کے مطابق شوگر کے مریض کے لئے نقصان دہ نہیں، چاول اور تمام دالیں ذیابیطس میں نقصان دیتی ہیں، شوگر کے مریض بھوسی دار بے چھنے آٹے کی روٹی استعمال کریں، سالن وترکاری میں لوکی (گھیا) ٹنڈے، توری، ککڑی، پالک، خرفہ، بتھوا، چولائی، سرسوں، تارامیرا، میتھی وغیرہ جیسی سبزیوں اور ساگوں کا زیادہ استعمال کریں، جو لوگ گوشت کھاتے ہیں، وہ ان سبزیوں کو بکرے کے گوشت کے ساتھ کھائیں، تو مناسب ہے، گوشت، انڈا، دودھ، دہی، پنیر، مکھن، گھی یہ چیزیں ذیابیطس میں مفید ہیں، چھاچھ اور کھٹی لسی بھی مفید ہے، یہ پیاس کو بجھاتی ہے، اور بدن کو غذائیت دیتی ہے، البتہ دودھ زیادہ نہ استعمال کیا جائے، اور اس میں گڑ، شکر یا چینی نہ ملائی جائے، آلو، شکرقند، شلجم، چقندر اور گاجر جیسی چیزیں بھی ذیابیطس یا شوگر کے مریض کو حتی الامکان نہیں کھانی چاہئیں، یا کم از کم کھانی چاہییں۔

کھٹ مٹھے پھل جیسے سیب، آلوچہ، لوکاٹ، انناس اور انار وغیرہ شوگر کے مریض کو کھانا مضر نہیں، لیکن آم، انگور، کھجور، امرود، خربوزہ، کھجور وغیرہ میٹھے پھل نہیں کھانے چاہئیں، خشک میوے یا ڈرائی فروٹ میں بادام، چلغوزہ، پستہ، کاجو، اور ناریل وغیرہ مناسب مقدار میں کھانے میں حرج نہیں۔

ذیابیطس یا شوگر کے مرض میں کندوری کے پتے سات عدد، کالی مرچ سات دانے کے ساتھ پیس چھان کر پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ سبز کریلے کو کوٹ کر اس کا پانی نچوڑ کر پانچ تولے روزانہ پینا، ذیابیطس کے لئے مفید ہے۔ جامن کی گٹھلی کی مینگ دو تولے، پوست خشخاش دو تولے کو پیس چھان کر صبح وشام تین تین ماشے چھاچھ یا پانی کے ساتھ کھانا بھی ذیابیطس یا شوگر میں مفید ہے۔

www.idaraghufran.org

بنولہ دو تولے کو تھوڑا سا کوٹ کر تین پاؤ پانی میں جوش دیں، یہاں تک کہ ایک پاؤ رہ جائے، اس کو چھان کر پینا بھی ذیابیطس یا شوگر کے مرض میں مفید ہے۔

اس مرض میں گڑمار بوٹی کا استعمال بھی مفید ہے۔

خشک آملہ اور جامن کی گٹھلی کو برابر وزن لے کر سفوف بنائیں، یہ سفوف پانی کے ساتھ چھ چھ ماشہ (یعنی چھ چھ گرام) کھائیں، یہ ذیابیطس یا شوگر بلکہ لبلبہ کی کارگردگی کو مؤثر بنانے کے لئے مفید ترین دوا ہے۔ اس مرض کے دوران زیادہ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں۔ (جاری ہے.........)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 90 ''اخبارِ ادارہ''﴾

کے حوالہ سے ایک تقریب منعقد کی گئی، جس میں جماعت پنجم کے محمد ریحان نے تلاوت کی، تلاوت کے بعد بچوں نے ملی نظمیں پڑھیں، اور یومِ پاکستان اور قراردادِ مقاصد سے متعلق تقریریں کی، تقریب کے آخر میں سکول کے پرنسپل صاحب نے شاعرِ مشرق کی نظم ''چین وعرب ہمارا'' کی روشنی میں اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے وطنِ عزیز سے محبت کرنے اور اس کا خیال رکھنے کے موضوع پر روشنی ڈالی، اور اچھی نظمیں پڑھنے اور عمدہ تقریریں کرنے والے بچوں کو انعامات دیئے۔

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......24/ جمادی الاخریٰ،اور2/9/16/23رجب،بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔

□......26/ جمادی الاخریٰ ،اور4/11/12/25رجب بروز اتوار،حضرت مدیر صاحب کی اصلاحی مجلس حسبِ معمول ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہی۔

□......25/ جمادی الاخریٰ، ہفتہ، بعد عشاء،حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے کچھ اساتذۂ کرام ، جناب ارشاد صاحب (صراف) کے بیٹے کے ولیمہ میں''مریم شادی ہال،شمس آباد''میں مدعو تھے۔

□......3/ رجب،اتوار، بعدظہر،حضرت مدیر صاحب نے جناب انوار صاحب کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

□......7/ رجب، جمعرات،صبح دس بجے، جناب ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب (استاذِ حدیث: دارالافتاء والتحقیق، وجامعہ مدنیہ، لاہور) دارالافتاء تشریف لائے ،حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذہ سے ملاقات ہوئی۔

□......7/ رجب، جمعرات،شعبہ حفظ کے طالب علم،محمد حبیب اللہ کے حفظ کے ختمِ قرآن کی تقریب منعقد ہوئی، بندہ امجد نے دعاء کروائی۔

□......15/ رجب جمعرات، دوپہر کو حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے چند اساتذۂ کرام کا تفریحی دورہ پر اسلام آباد کی ایک کھلی فضا میں جانا ہوا،اس کے بعد''پاکستان میوزیم''میں بھی جانا ہوا۔

□......17/ رجب ہفتہ بعدظہر حضرت مدیر صاحب مدرسہ انس تحفیظ القرآن سیٹلائٹ ٹاؤن میں شعبہ تحفیظ کے فراغت پانے والے طلبائے کرام کے جلسہ تقسیمِ انعامات ورومال پوشی میں جناب مولانا قاری صاحبزادہ عبدالباسط صاحب دامت برکاتہم (مدیر مدرسہ انس) کی دعوت پر شریک ہوئے ،اس تقریب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مشتاق صاحب دامت برکاتہم کا بیان ہوا، مدیر صاح نے دعاء کرائی (بعد میں تناول ما حضر کا سلسلہ ہوا)

□......18/ رجب، اتوار بعد عشاء حضرت مولانا عبدالرحیم چار یاری صاحب دامت برکاتہم مختصر وقت کے لیے دارالافتاء تشریف لائے ،حضرت مدیر صاحب سے مجالست ہوئی۔

□......22/ رجب، جمعرات،شعبہ حفظ کے طالب علم کامران کے حفظ کے ختمِ قرآن کی تقریب ہوئی، بندہ امجد نے دعاء کروائی۔

□......ادارہ غفران کے زیرِ انتظام تعمیرِ پاکستان سکول میں 14/ اپریل (16/ رجب) بروز جمعہ یومِ پاکستان

﴿بقیہ صفحہ 89 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/مارچ/2017ء/21/جمادی الثانی/1438ھ: پاکستان: سندھ طاس معاہدے پر مذاکرات کا پہلا سیشن ختم، پاکستان کا متنازعہ ڈیم کا معاملہ عالمی عدالت لے جانے کا عندیہ، بھارت کا بات کرنے سے انکار۔

22/مارچ: پاکستان: قومی اسمبلی: آرمی ایکٹ ترمیمی بل 17 کثرتِ رائے سے منظور، بل 7 جنوری 2017 سے موثر بہ عمل ہوگا 23/مارچ: پاکستان: یومِ پاکستان، حربی قوت کا بھرپور مظاہرہ، تمام چھوٹے بڑے شہروں میں تقاریب کا انعقاد، عوام کا دیدنی جوش، پوری قوم کا ملک کے لیے کٹ مرنے کا عزم

24/مارچ: پاکستان: درختوں کی مسلسل کٹائی، بنجر ہونے کا خدشہ، سالانہ 27ہزار ہیکٹر سے زاید اراضی بنجر ہونے لگی، پاکستان کا دوسرا نمبر، کٹائی کی وجہ سے موسم میں غیر معمولی تبدیلیاں ہورہی ہیں، ماہرین

25/مارچ: پاکستان: مسلم ممالک کے سفیروں کا اجلاس، گستاخانہ مواد کے خلاف اقوامِ متحدہ جانے کا فیصلہ

26/مارچ: پاکستان: اوآئی سی مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لیے سرگرم، انسانی حقوق کمیشن کا وفد کل پاکستان آئے گا، اعلیٰ سطحی وفد کا براہِ راست معلومات لینے 3روزہ دورے پر آزاد کشمیر جانے کا بھی فیصلہ

27/مارچ: پاکستان: ایک ہزار پاکستانیوں کی دوبئی میں اربوں کی جائیدادیں، ایف بی آر آج سے نوٹس جاری کرے گا 28/مارچ: پاکستان: پاکستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان دفاعی معاہدہ، دونوں ممالک کے وزرائے دفاع نے دستخط کر دیے، مشترکہ ڈیفنس کمیٹی بھی بنائی جائے گی 29/مارچ: پاکستان: گوادر میں میڈیکل سینٹر کے قیام کے لیے پری فیب میٹریل سے لدا بحری جہاز پہنچ گیا ☚ اقتصادی رابطہ کمیٹی، 2لاکھ میٹرک ٹن چینی برآمد کرنے کی منظوری 30/مارچ: پاکستان: سپریم کورٹ، نیب 4ڈی جیز کو ہٹانے کا حکم، 200افسران کی جانچ پڑتال کے لیے کمیٹی قائم 31/مارچ: پاکستان: 70بین الاقوامی این جی اوز کو پاکستان میں کام کرنے کی اجازت دے دی گئی، نادرا کے لیے عمارتیں کرائے پر لینے اور کرائے کی جگہ پر دفاتر تعمیر کرنے پر پابندی عاید، وزارتِ داخلہ ☚ ترکی سمیت کئی ممالک میں سفیروں کی تبدیلی کا فیصلہ، بھارت میں تعینات ہائی کمشنر کو بھی تبدیل کیا جائے گا یکم/اپریل: پاکستان: پیٹرول، ڈیزل ایک ایک روپیہ مہنگا، مٹی کا تیل، لائٹ ڈیزل کی قیمت برقرار ☚ گستاخی وفحش مواد بطورِ جرم، الیکٹرانک کرائم ایکٹ میں شامل، توہین آمیز مواد پھیلانے والے بلاگرز کو وطن واپس لانے کا حکم، اسلام آباد ہائیکورٹ 2/اپریل: پاکستان: تھائی لینڈ کا راہداری منصوبے کا حصہ بننے کا فیصلہ، رواں سال معاہدہ طے پائے گا 3/اپریل: پاکستان: سرگودھا میں لرزہ خیز واردات، پیر 20مریدوں کو قتل کردیا، پیر مریدوں کو ایک ایک کرکے بلاتا رہا، ڈنڈوں اور چھریوں

www.idaraghufran.org

سے قتل کرتا رہا، لوگ گناہ بخشوانے کے لیے تشدد برداشت کرتے رہے، دوبارہ زندہ کرنے کا دعویٰ (العیاذ باللہ) ✍ 4/اپریل: روس: زیرِ زمین ٹرین میں دھماکہ 10ہلاک، 50زخمی ☚ پاکستان: ملک بھر میں مردم شماری کا دوسرا مرحلہ شروع ہوگیا ✍ 5/اپریل: پاکستان: برفباری کے باعث 4ماہ سے بند پاک چین سرحد آج کھولی جائے گی ☚ منی لانڈرنگ کیس: الطاف خانانی کو امریکا میں 68ماہ قید و جرمانے کی سزا ✍ 6/اپریل: پاکستان: لاہور میں مردم شماری وین پر خودکش حملہ، فوجیوں سمیت 8 شہید، 22زخمی، مردم شماری ٹیموں کی سیکورٹی از سرنو ترتیب دینے کی ہدایت، مردم شماری ہر قیمت پر مکمل کرنے کا عزم، آرمی چیف ✍ 7/اپریل: پاکستان: غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ، اپوزیشن جماعتوں کا احتجاج، اسمبلی میں توجہ دلاؤ نوٹس جمع ✍ 8/اپریل: شام: حلب پر کیمیائی ہتھیاروں کے حملہ کے جواب میں امریکا کا ٹارگٹڈ شامی ایئر بیس پر حملہ، متعدد طیارے تباہ، فضائی و دفاعی نظام کو شدید نقصان ☚ جے یو آئی کا صد سالہ اجتماع، امام کعبہ کی شرکت، مسلمان فروعی اختلافات میں نہ پڑیں، امام کعبہ ✍ 9/اپریل: پاکستان: مہنگائی کی شرح میں 3.63فیصد اضافہ، 10اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئیں، 15اشیاء کی قیمتوں میں کمی، 28اشیاء کی قیمتوں میں استحکام، ادارہ شماریات ✍ 10/اپریل: مقبوضہ کشمیر: بھارتی فوج کی مظاہرین پر فائرنگ، 10 کشمیری شہید ✍ 11/اپریل: پاکستان: بھارتی جاسوس کلبھوشن کو پھانسی کا حکم، فیلڈ جنرل کورٹ مارشل نے الزامات ثابت ہونے پر سزا سنائی، ملزم کو دفاع کے لیے قانونی ماہرین کی خدمات فراہم کی گئیں، آرمی چیف نے فیصلہ کی توثیق کردی ✍ 12/اپریل: پاکستان: پنجاب میں مزارات کو قانون کے دائرے میں لانے کا اصولی فیصلہ ✍ 13/اپریل: پاکستان: آئی ایم ایف پروگرام مکمل ہونے کے بعد پاکستانی معیشت مستحکم ہوئی، موڈیز، زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا، اصلاحات کا عمل بہتر ہوا ہے، عالمی ریٹنگ ادارہ ✍ 14/اپریل: پاکستان: یوٹیلیٹی اسٹوروں پر رمضان ریلیف پیکج کے پہلے مرحلے کا آغاز، 700 سے زاید اشیاء کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی، نوٹیفکیشن جاری کردیا گیا، یوٹیلیٹی اسٹورز کارپوریشن ☚ غیر ملکیوں کو نامکمل کوائف پر ویزے کے اجراء پر پابندی عاید ✍ 15/اپریل: پاکستان: لوڈشیڈنگ میں اضافہ، دورانیہ 12 سے 20 گھنٹے بجلی بند، پانی کی بھی قلت ✍ 16/اپریل: پاکستان: لاہور سیالکوٹ موٹروے، ای سی سی نے 9ارب کے اجراء کی منظوری دے دی ✍ 17/اپریل: ترکی: صدارتی نظام کے لیے ریفرنڈم، ترک عوام نے اردوان کے حق میں فیصلہ دے دیا پاکستان: وفاقی حکومت کا بجٹ 26مئی کو پیش کرنے کا اعلان ✍ 18/اپریل: پاکستان: عالمی بینک کا پاکستان کی معیشت میں بہتری کا اعتراف، ششماہی رپورٹ جاری ✍ 19/اپریل: پاکستان: امیگریشن عمل کے بغیر پاکستان آنے والوں پر مقدمہ چلانے کا فیصلہ ✍ 20/اپریل: پاکستان: قومی اسمبلی: قرآن کریم کی تعلیم لازمی کرنے کے لیے بل متفقہ منظور، پہلی سے پانچویں تک ناظرہ، چھٹی سے بارہویں تک ترجمہ لازمی، اطلاق تمام وفاقی و نجی تعلیمی اداروں پر ہوگا۔

www.idaraghufran.org

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

www.idaraghufran.org

محمد بابر جاوید
0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائینز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

www.idaraghufran.org

پاکستان میں پہلی بار 100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرتی ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کیئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

www.idaraghufran.org

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہو گیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

www.idaraghufran.org